عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

نگران مفتی منیر احمد اخون

شمارہ ۴۵-۴۶ | ۱۶ تا ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۵ تا ۱۸ اپریل ۱۹۹۶ء | جلد ۱۴

دار العلوم دیوبند اور اُس کا مِزاج و مَزاق

ضرورتِ رسالت

قادیانیوں کو مرزا طاہر کی نویدِ مسرت اور اس کے مضمرات

عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

مولانا مفتی منیر احمد اخون

باندیوں کا حکم!

سوال...... پہلے (پیغمبر کے زمانے) زمانے میں کنیز کے ساتھ ہم بستری کرسکتے تھے بغیر نکاح کے چاہے چار شادیاں کی ہوں اس کی جو اولاد ہوگی وہ وراثت میں حصہ دار ہوگی کہ نہیں اور وہ جائز ہے کہ نہیں۔ یہ ہم بستری زنا تو نہیں؟

جواب..... دورِ نبوت و رسالت میں چونکہ شرعی باندیوں کا وجود تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان باندیوں کے ساتھ صحبت کو حلال قرار دیا ہے اور شریعت حقہ میں ان شرعی باندیوں اور غلاموں کے احکام پر مستقل ابواب ہیں اور ذخیرہ احادیث ان کے احکام سے پر ہے' چنانچہ ان سے ہم بستری بالکل حلال ہے اور ان سے متولد اولاد ثابت النسب اور شرعی وارث ہے' البتہ آج کل شرعی باندیاں موجود نہیں ہیں کیونکہ اس کا مدار جہاد پر ہے کہ اسلامی طریقہ پر جہاد کیا جائے پھر اس میں کفار کی جو عورتیں گرفتار ہو کر آئیں ان کو امیر المومنین غازیوں میں تقسیم کردے تو یہ عورتیں ان مجاہدین کی شرعی باندیاں ہوں گی جس کے ساتھ صحبت کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے یہ ہرگز زنا نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے

والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم....الخ

(سورہ النساء آیات نمبر ۲۴ پارہ نمبر ۵)

ترجمہ...... اور خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہوجائیں تمہارے ہاتھ' حکم ہوا اللہ کا تم پر۔ (یعنی کہ لونڈی بغیر نکاح کے تمہارے لئے حلال ہے)

فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنی الا تعولوا....الخ

(سورہ النساء آیات نمبر ۳ پارہ نمبر ۴)

ترجمہ...... پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی نکاح کیا کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے (یعنی اگر تم نکاح کی طاقت و استطاعت نہیں رکھتے تو اپنی حلال باندی سے جماع کرو)

س..... نماز پڑھنا فرض ہے۔ اور بیوی سے صحبت کرنا بھی فرض ہے۔ بتائیں ایک شخص نماز کے لئے جارہا ہے۔ اور اسی وقت بیوی روک لیتی ہے۔ اور کہتی ہے پہلے مجھ سے مل کر جاؤ بیوی بصورت ضد پر ہے۔ کسی طرح بھی نہیں مانتی ہے۔ ادھر نماز کا وقت ضائع ہورہا ہے اب ایسے شخص کو کیا کرنا ہوگا کونسا فرض پہلے ادا کرنا ہوگا۔

ج..... اگر بیوی کا ایسا تقاضہ ہے تو پہلے اس کی حقوق زوجیت پورے کرلے' اس کے بعد طہارت حاصل کرکے نماز ادا کرلے' بیوی کا مطالبہ چونکہ کسی حکم شرعی کو نہیں توڑتا اس لیئے اس کو پورا کرسکتے ہیں لیکن اگر وہ نماز ہی سے مطلقاً" روکے کہ نہ پڑھو تو اس کی اطاعت حرام ہے۔

عورت کا دودھ پینا

سوال...... بیوی کا دودھ یا کسی غیر عورت کا دودھ پینا کیا حکم رکھتا ہے اور یہ پینا تداوی کے طور پر ہو یا جذباتی طور پر ہو ہر دو صورت میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟ (محمد اجمل خٹک)

جواب...... عورتوں کا دودھ پینا حرام و ناجائز ہے' البتہ بوقت ضرورت دوا کے لئے استعمال کرسکتے ہیں بشرطیکہ ماہر فن ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض میں اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے۔

ولا باس بان یسعط الرجل بلبن المرأۃ ویشربہ للدواء وفی شرب لبن المرأۃ للبالغ من غیر ضرورۃ اختلاف المتاخرین۔

(عالمگیری ص ۳۵۵ ج ۵)

ولبن امرأۃ ان صاحب الخانیۃ والنہایۃ اختارا جواز ان علمان فیہ شفاء ولم یجد دوا غیرہ۔

(فتاوی شامی ج ۵ ص ۲۲۸)

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مدرسہ میں مسافر طلباء جن کے اخراجات کا مدرسہ کفیل ہے ان طلباء پر زکوٰۃ استعمال ہوسکتی ہے یا نہیں اور مدرسہ کے کن امور پر زکوٰۃ استعمال ہوسکتی ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرماکر مشکور فرمائیں۔

قاضی منظور احمد کراچی

جواب :۔ طلباء کے خورد و نوش اور لباس وغیرہ اور دیگر ایسی مدات جن میں طلباء کی شرعی ملکیت متصور ہوسکتی ہے' ایسے تمام مصارف میں مال زکوٰۃ کا استعمال جائز ہے' اس کے علاوہ مدرسہ کی تعمیرات اور وقف مدات میں زکوٰۃ کا استعمال صحیح نہیں ہذا فی کتب فقہ (ہذا ملخص مافی فتاوی دارالعلوم ص ۲۵۳ ج ۶) فقط واللہ اعلم

بد سے بدتر دور

"زبیر بن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان مصائب کی شکایت کی جو حجاج کی طرف سے پیش آرہے تھے' انہوں نے سن کر فرمایا' صبر کرو' تم پر جو دور بھی آئے گا اس کے بعد کا دور اس سے بھی بدتر ہوگا' یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو' میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے"۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۴ شمارہ ۴۵-۴۶

۲۱ تا ۲۷ ذیقعد ۱۴۱۶ھ بمطابق

۵ تا ۱۱ اپریل ۱۹۹۶ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت

○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا

○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان

○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر: عبداللہ ملک

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ڈیزائن: ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

قادیانیوں کو مرزا طاہر کی نوید مسرت اور اس کے مضمرات ۴

دار العلوم دیوبند اور اس کا مزاج و مذاق ۶

ضرورت رسالت ۱۰

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام ۱۵

وحدت اسلامی کا تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت ۱۸

اخبار ختم نبوت ۲۱

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ

اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ، ملتان فون نمبر 514122

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN

LONDON SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳، بنوری ٹاؤن کراچی

قادیانیوں کو مرزا طاہر کی نوید مسرت اور اس کے مضمرات

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۹۶ء میں نمایاں طور پر خبر شائع کی گئی ہے :

اسلام آباد (نمائندہ نوائے وقت) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ ستمبر ۹۵ء میں فوجی بغاوت کی ناکامی کا سہرا احمدیہ جماعت کے سر ہے۔ ہم نے مولویوں کی بے احتیاطی سے اس سازش کا سراغ لگاکر اسے ناکام بنادیا بغاوت کامیاب ہوجاتی تو احمدیت کوناقابل تلافی نقصان پہنچتا یہ سازش قادیانیوں کی دعاؤں سے ناکام ہوئی۔ ۱۹۹۶ء احمدیوں کے لئے خوش خبری کا سال ہے۔ اس سال کے پہلے چار ماہ میں ہمارے لئے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے جماعت کے اعلیٰ عہدیداروں کے اجلاس میں اپنے خطاب کے دوران کیا۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ فوجیوں کی اس سازش کی کامیابی کی صورت میں ملک اور فوج کو نقصان پہنچتا اس سازش کی جڑیں چند افراد اور مولویوں کے دلوں میں تھیں۔ یہ جس قسم کا انقلاب لانا چاہتے تھے۔ وہ نہ صرف تمام پاکستانیون کے مزاج کے مطابق نہ تھا بلکہ اس سے احمدیت کو بھی نقصان پہنچتا۔ سال ۱۹۹۵ء میں جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہوا ہے۔ احمدیت کو جس تیزی سے فروغ مل رہا ہے اس کی بدولت اکثریت جماعت احمدیہ کی جھولی میں آگرے گی۔ جس طرح اس سازش کو ناکام بنادیا گیا ہے اسی طرح آئندہ ہونے والی ایسی سازشوں کو ناکام بنادیا جائے گا۔ احمدیوں کو اپنی صفوں میں مکمل اتحاد رکھنا چاہئے۔ ان کامیابیوں کے تصور کے چسکے اور مزے لے کر ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ احمدیت کے فروغ کیلئے ہم جو کام کررہے ہیں مولوی اسے ناکام بنانے کے لئے کوشاں ہیں لیکن تشویش کی کوئی بات نہیں مولویوں نے ہمارے خلاف جو سازش کی تھی ان کی اپنی بے احتیاطی سے ہمیں اس سازش کا علم ہوگیا اور یہ ناکام بنادی گئی مرزا طاہر احمد نے کہا کہ احمدیت کی تعلیمات کے فروغ کے لئے سیٹلائٹ کے ذریعے خصوصی نشریات کا دائرہ کار بڑھایا جارہا ہے۔ بڑی بڑی حکومتیں یہ وقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن ان کے مقابلے میں ہمیں کافی کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ہم ایشیاء میں یکم مئی ۱۹۹۶ء تک ۲۴ گھنٹے کی نشریات دکھاسکیں گے۔ (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۴ر مارچ ۱۹۹۶ء)

مرزا طاہر کے اس بیان میں چار باتیں خاص طور پر کہی گئی ہیں۔

۱ ......فوج میں بغاوت کی سازش کی گئی جو مولویوں نے تیار کی تھی اور قادیانیوں نے اسے ناکام بنادیا۔ اور آئندہ بھی ناکام بنائیں گے۔

۲ ــــ ۱۹۹۶ء کے پہلے چار ماہ میں قادیانیوں کے لئے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں۔

۳ ــــ قادیانیت کو جس تیزی سے فروغ مل رہا ہے اس کی بدولت اکثریت قادیانی جماعت کی جھولی میں آگرے گی۔

۴ ــــ سیٹلائٹ کے ذریعہ ایشیا میں یکم مئی ۱۹۹۶ء تک فروغ قادیانیت کے لئے ۲۴ گھنٹے کی نشریات دکھائی جاسکیں گی۔

امریکی اشاروں پر ملک کے ہر شعبہ زندگی سے اسلامیت کا رنگ کھرچنے کے لئے موجودہ حکومت جس طرح بیتاب نظر آتی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی اور راز کی بات نہیں رہی۔ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آتے ہی بنیاد پرستی کے خاتمے کا عنوان دے کر اسلام کو ہر شعبہ زندگی سے نکال دینے کا عزم ظاہر کیا تھا۔ پہلے بین الاقوامی سطح پر فروغ بے حیائی کی کانفرنسوں کے ذریعے حیا سوزی کے طریقوں کا اعلان کیا گیا۔ پھر بنیاد پرستی کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان ہوا اور حکومت

پاکستان کو ہراول دستے کے طور پر پیش کرنے کا برملا اظہار کیا جانے لگا۔ فوج میں بغاوت کا افسانہ تراش کر اسلامی ذہن رکھنے والے افسروں کو سازش کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ اس مسئلے پر اخبارات و رسائل میں تجزیاتی مواد اس حد تک شائع ہوچکا ہے کہ فہم و فکر اور عقل و خرد کا ادنیٰ سا حصہ رکھنے والا شخص بھی اس کہانی کو صداقت پر مبنی تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ مرزا طاہر کے مذکورہ بالا بیان کے بین السطور سے البتہ یہ مترشح ہوتا ہے کہ قادیانی اس طرح کی سازش میں مصروف تھے جس کے منکشف ہونے کا اندیشہ ہوا تو معاملہ الٹ دیا گیا۔ اس لئے کہ اخباری صفحات کے مطابق قادیانی ۱۹۵۱ء ۱۹۷۳ء اور ۱۹۸۱ء میں انقلاب کی تین بڑی سازشیں تاریخ پاکستان کے مختلف ادوار میں ترتیب دے چکے ہیں اور آئندہ بھی غالباً" ایسا ہی کچھ کرنا چاہتے ہیں اس لئے چور مچائے شور کے مصداق مرزا طاہر مولویوں کی طرف سے موہوم بغاوت کو ناکام بنانے کا سہرا قادیانی جماعت کے سر باندھنا چاہتے ہیں۔

مرزا طاہر کا یہ کہنا کہ "۱۹۹۴ء احمدیوں کے لئے خوشخبری کا سال ہے۔ اس سال کے پہلے چار ماہ میں ہمارے لئے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں"اگر اخباری رپورٹنگ کی غلطی نہیں تو ہمارے مذکورہ خدشہ کی صراحت" تائید کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اور اس انتباہ سے کہ "احمدیت کو جس تیزی سے فروغ مل رہا ہے اس کی بدولت اکثریت جماعت احمدیہ کی جھولی میں آگرے گی" 'طاقت کے اس استعمال کی بو آرہی ہے جو قادیانیوں کے ذہنوں میں محفوظ انقلاب کے بعد جبراً" قبول قادیانیت کے لئے کی جائے گی۔

مرزا طاہر کے اس دھمکی آمیز بیان سے قادیانیت اور قادیانی گروہوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے حکمران طبقہ کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو امریکی فرعون کو "اپنا بڑا رب" قرار دے کر اس کے ایماء پر قادیانیوں کو "ختم نبوت" کے انکار کے مجرم ہونے پر بھی تحفظ فراہم کررہے ہیں اور قادیانیت کے پرچار کی نہ صرف اجازت بلکہ پشت پناہی کرتے نظر آتے ہیں۔

بہرحال قادیانی اپنی سازش میں جس انداز سے بھی مصروف ہیں' مرزا طاہر اور ان کے منصوبہ سازوں کے ساتھ پشت پناہوں کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ کا دین قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔ اگر خروج دجال کا وقت قریب نہیں آگیا جس کے نتیجہ میں مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ اور دمشق کے سوا ہر جگہ دجالی لشکروں کا ایک مرتبہ قبضہ ہوجائے گا۔ تو جاں نثاران ختم نبوت حفاظت دین اسلام کی خاطر آخری قطرہ خون تک سینہ سپر رہیں گے اور جیتے جی آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

سٹیلائٹ کے ذریعہ صرف ایشیا ہی نہیں پوری دنیا کو اپنی نشریات دکھایئے ان شاء اللہ رو سیاہی کے سوا کوئی تمغہ حاصل نہ ہوسکے گا۔ مرزا طاہر اور ان کی جماعت سے ہماری دردمندانہ درخواست ہے کہ دھمکی اور خوشخبریوں کی نوید سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ شباب زندگی کا دور نشاط عہد رفتہ ہوچکا۔ قبر کی منزل قریب تر ہے۔ صدق دل سے توبہ کیجئے اور محمد عربی ﷺ کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈیئے اسی میں فلاح ہے' اسی میں نجات ہے۔ توبہ کا دروازہ فرشتہ اجل کی آمد سے پہلے تک چوپٹ کھلا ہوا ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کے ایمان کی حفاظت اور اپنی رضا نصیب فرمائے۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم ......آمین یا ارحم الراحمین

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس اللہ سرہ

دارالعلوم دیوبند اور اس کا مزاج و مذاق

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

دارالعلوم دیوبند برصغیر کی وہ عظیم علمی درسگاہ ہے جس نے گزشتہ صدی میں عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیتیں پیدا کیں اور ملت کی فکری اور علمی رہنمائی کرکے مسلمانوں کی تاریخ پر گہرے اور دور رس اثرات مرتب کئے۔

دارالعلوم دیوبند کیا ہے؟ وہ کیوں قائم ہوا؟ اور اس نے کیا خدمات انجام دیں؟ ان سوالات کا صحیح جواب معلوم کرنے کے لئے آج سے تقریباً" ایک صدی پہلے کے حالات پر ایک نگاہ ڈالنی ضروری ہے' کیونکہ یہی حالات دارالعلوم کے قیام کا سبب بنے' اور اس درس گاہ کو اسی وقت ٹھیک ٹھیک سمجھا جاسکتا ہے جبکہ اس کے قیام کا پوراپس منظر سامنے ہو۔

۱۸۵۷ء کا جہاد آزادی مسلمانوں کی طرف سے ہندوستان کو مغربی تسلط سے نکالنے کی آخری کوشش تھی' اور اس تحریک نے انگریز حکمرانوں پر کم از کم یہ بات ضرور واضح کردی تھی کہ مسلمان ایسی قوم ہے جو کسی بھی حالت میں غلامی پر قانع نہیں ہو سکتی' چنانچہ اس مرحلہ پر انگریز نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کی اور وہی انگریز جس نے لاکھوں مسلمانوں کا خون بہا کر اور سینکڑوں کو تختہ دار پر کھنچوا کر ہندوستان میں اپنے پنجے جمائے تھے اب ہندوستانی عوام کا خیر خواہ بن کر ان کے سامنے آیا۔ مقصد یہ تھا کہ جو قوم زور اور زبردستی سے قابو میں نہیں آسکی اس کے ذہن کو رفتہ رفتہ ایسا بدلا جائے کہ وہ ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے اپنے وجود کو فراموش کر بیٹھے' وہ اپنی دینی روایات' تہذیبی اقدار اور تابناک ماضی سے دھیرے دھیرے بے خبر ہوتی چلی جائے' یہاں تک کہ ایک عرصہ کے بعد اسے یہ یاد ہی نہ رہے کہ

"وہ کیا گردوں تھا تو ہے جس کا اک ٹوٹا ہوا تارا"

اس مقصد کے لئے سب سے زیادہ موثر حربہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے نظام تعلیم میں کچھ ایسی انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں جن کے ذریعہ ان کے ذہنوں پر مغرب کی ہمہ جہتی بالادستی کا سکہ بٹھایا جاسکے اور وہ اس بالادستی سے مرعوب ہو کر اپنے ذہن سے سوچنے کے قابل ہی نہ رہ جائیں۔ چنانچہ لارڈ میکالے نے ہندوستانی باشندوں کے لئے ایک نئے تعلیمی نظام کی سفارش کی اور اس غرض کے لئے ایک طویل یادداشت مرتب کی جس میں اس نے اسلامی اور مشرقی علوم کا پوری ڈھٹائی کے ساتھ مذاق اڑایا۔ مسلمان علماء پر بے بنیاد الزامات لگائے' اور آخر میں صاف صاف لکھا کہ:

"ہمیں اس وقت بس ایک ایسا طبقہ پیدا کرنے کی سعی کرنی چاہئے جو ہمارے اور ان کروڑوں انسانوں کے مابین ترجمانی کے فرائض انجام دے سکے جن پر ہم اس وقت حکمران ہیں' ایک ایسا طبقہ جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو مگر ذوق' طرز فکر' اخلاق اور فہم و فراست کے نقطہ نظر سے انگریز۔"

مسلمانوں کو ذہنی طور پر مفلوج کرکے انہیں ہمیشہ کے لئے انگریز کا غلام بنادینے کی یہ سازش درحقیقت ہندوستان پر اپنے اس اقتدار کو سنبھالا دینے کے لئے تیار کی گئی تھی جو آزادی کی مختلف تحریکوں کی بناء پر ہروقت ڈانوں ڈول رہتا تھا اور جس کی حفاظت کے لئے توپ و تفنگ کی طاقتیں ناکام ہو چکی تھیں' اکبر الہ آبادی مرحوم نے ایک چھوٹے سے شعر میں اس سنگین انگریزی سازش کو بڑے بلیغ انداز میں بیان کیا ہے' فرماتے ہیں۔

توپ کھسکی پروفیسر آئے
جب بسولہ ہٹا تو رندا ہے

لیکن مسلمانوں میں سے اہل بصیرت علماء اس خطرناک سازش کے دور رس اثرات سے غافل نہ تھے' وہ جانتے تھے کہ اگر اس مرحلہ پر مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے کوئی موثر قدم نہ اٹھایا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد یہ قوم ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے اپنا وجود ہی کھو بیٹھے گی اور چند نسلوں کے بعد ان میں شاید یہ بات جاننے والا بھی کوئی نہ رہے کہ اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور اس کی بنیادی خصوصیات کیا ہیں؟

اب تک اس دور کے اہل بصیرت علماء اس کوشش میں مصروف تھے کہ ہندوستان سے انگریز کے سیاسی اقتدار کو ختم کیا جائے اور اس مقصد کے لئے آزادی کی مختلف تحریکوں کے ذریعہ وہ انگریزوں کے خلاف نبرد آزما ہو چکے تھے' لیکن جب اس خاموش مگر سنگین سازش کا انکشاف ہوا تو انہوں نے بھی اپنی پالیسی میں فوراً" تبدیلی کرکے سیاست کی راہ سے انگریز کے براہ راست مقابلے کو فوراً" چھوڑ دیا۔ نئے تعلیمی نظام کی ہلاکت آفرینیوں سے مسلمانوں کو

محفوظ رکھنے کا ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی طرف سے خود ایسے تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں جن میں وہ اسلام کو اپنی صحیح شکل و صورت کے ساتھ محفوظ رکھ سکیں۔ چنانچہ ان حضرات نے سیاست کو بالکلیہ خیرباد کہہ کر اپنی ساری توانائیاں اسی کام میں صرف کریں' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی" حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی" اور حضرت حاجی سید عابد حسین" یہ وہ حضرات تھے۔ جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے جہاد میں نمایاں حصہ لیا تھا اور یوپی کے ایک چھوٹے سے خطے میں باقاعدہ اسلامی حکومت بھی قائم کرلی تھی اور اسی کے صلے میں انہیں عرصہ دراز تک حکومت کا سخت معتوب بھی رہنا پڑا' لیکن جب تعلیمی نظام کا یہ منصوبہ سامنے آیا تو ان حضرات نے سیاست کے کوچے کو بالکلیہ ترک کرکے دیوبند کے مقام پر ایک دینی درس گاہ کی بنیاد ڈالی' اور اسی درس گاہ کا نام آج "دارالعلوم دیوبند" ہے۔

یہ وہ وقت تھا جب کہ ہندوستان میں کسی دینی درس گاہ کو قائم کرنا نت نئے مصائب کو دعوت دینے کے مترادف تھا' دہلی جہاں سلطان محمد تغلق کے دور میں ایک ہزار مدارس قائم تھے' انگریزی تسلط کے بعد ایک بھی مدرسہ باقی نہ رہا تھا علماء بھی جہاد میں حصہ لینے کے جرم میں یا پھانسی پر چڑھادیے گئے تھے یا انہیں "کالے پانی" بھیج دیا گیا تھا۔ باقی ماندہ حضرات منتشر اور اپنے اپنے حالات میں گرفتار تھے' اسی لئے ان حضرات نے اس درس گاہ کے لئے کسی شہر کے بجائے قصبہ دیوبند کو پسند کیا اور کچھ علماء کو جمع کرکے اس سلسلہ خیر کا آغاز کردیا۔

اس درس گاہ کے قیام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اسلام اور اسلامی علوم کو مٹانے کی جو کوشش لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے ذریعہ کی جارہی ہے اسے ناکام بنا کر اسلامی علوم کی ٹھیک ٹھیک حفاظت کی جائے اور ایسے جان نثار علماء کی ایک کھیپ تیار کردی جائے جو سخت سے سخت حالات میں دین کو نہ صرف محفوظ رکھ سکیں بلکہ اسے دوسروں تک پھیلا اور پہنچا بھی سکیں اور اس طرح عام مسلمان الحاد اور بے دینی کے ان فتنوں سے باخبر ہوسکیں جو مغربی طرز فکر اپنے ساتھ لائے گا تاکہ جب بھی مسلمانوں کو مغرب کے سیاسی اقتدار سے آزادی نصیب ہو تو انہیں اسلامی نظام زندگی قائم کرنے کے لئے اسلام کی ہدایات جوں کی توں محفوظ مل جائیں اور وہ ان کی بنیاد پر اپنے مستقبل کی تعمیر کرسکیں۔

چنانچہ مورخہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو نہایت سادگی کے ساتھ اس عظیم دینی درس گاہ کا آغاز کیا گیا اس درس گاہ کے بانیوں کا مقصد چونکہ دین کی پرخلوص خدمت تھی اس لئے اس کے قیام کے لئے نہ اخبار و اشتہار کا اہتمام ہوا نہ اس مقصد کے لئے کوئی باضابطہ بورڈ قائم کیا گیا۔ نہ شہرت اور نام و نمود کے دوسرے طریقے اختیار کئے گئے بس اللہ کے کچھ مخلص بندوں نے دیوبند کے چھوٹے سے قصبہ کی ایک چھوٹی سی مسجد میں جسے "چھتہ کی مسجد" کہتے تھے۔ ایک انار کے درخت کے نیچے آب حیات کا یہ چشمہ جاری کردیا۔ اس عظیم الشان تعلیمی منصوبے کو عملاً" شروع کرنے والے صرف دو افراد تھے ایک استاد ایک شاگرد دونوں کا نام محمود تھا استاد حضرت ملا محمود دیوبندی" تھے جنہیں مدرس کی حیثیت سے میرٹھ سے بلایا گیا تھا اور شاگرد دیوبند کے ایک نوجوان محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب" کے نام سے معروف ہوئے اور جنہوں نے اپنی ریشمی رومال کی تحریک کے ذریعہ انگریزی حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ ڈال دیا۔

دارالعلوم کی ابتداء ایک انار کے درخت کے سایہ میں ہوئی تھی۔ کسے معلوم تھا کہ یہ دو افراد جو اتنی مسکنت اور گمنامی کے ساتھ یہاں ایک چشمہ فیض جاری کررہے ہیں۔ بالآخر برصغیر کی تاریخ کا رخ موڑ کر رکھ دیں گے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ اسی سادہ سی درس گاہ سے علم و فضل کے ایسے ایسے آفتاب و ماہتاب پیدا ہوئے جنہوں نے ایک دنیا کو جگمگا کر رکھ دیا۔ درسگاہیں دنیا میں بہت سی قائم ہوئی ہیں' دینی درس گاہوں کا کسی بھی دور میں فقدان نہیں ہوا لیکن اللہ نے "دارالعلوم دیوبند" کو جو فضیلت اور جو امتیاز بخشا وہ بہت کم اداروں کے حصے میں آتا ہے۔ یہاں مجھے مختصراً" اسی امتیاز کو واضح کرنا ہے۔

دارالعلوم کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ محض ایک درسگاہ کا نہیں ایک خاص نظریہ اور ایک خاص طرز عمل کا نام ہے۔ اس درس گاہ کی بنیاد ہی چونکہ اس لئے رکھی گئی تھی کہ اس کے ذریعہ اسلام اور اسلامی علوم کو اپنی صحیح شکل و صورت میں محفوظ رکھا جائے اس لئے اس کا مسلک یہ رہا ہے کہ دین صرف کتابی حروف و نقوش کا نام نہیں ہے اور نہ دین محض کتابوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔ اللہ نے ہمیشہ کتاب کے ساتھ رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنے عمل سے کتاب کی تفسیر کرے۔ چنانچہ ایسی مثالیں تو ملتی ہیں کہ دنیا میں رسول بھیجے گئے مگر کتاب نہیں آئی لیکن ایسی مثال ایک بھی نہیں ہے کہ صرف کتاب بھیج دی گئی ہو اور اس کے ساتھ رسول کوئی نہ آیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت' بتلاتی ہے کہ دین کو سمجھنے سمجھانے اور پھیلانے پھیلانے کا راستہ صرف کتاب نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ وہ اشخاص بھی ہیں جو کتاب کا عملی پیکر بن کر اس کی تفسیر و تشریح کرتے ہیں لہٰذا دین کو سمجھنے کے لئے کتاب اللہ اور رجال اللہ لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا چنانچہ قرآن کریم کو آنحضرت ﷺ کی تفسیر و تشریح کی روشنی میں اور سنت رسول اللہ ﷺ کو صحابہ و تابعین اور دوسرے بزرگان دین کے متواتر عمل کی

روشنی میں ہی ٹھیک ٹھیک سمجھا جاسکتا ہے۔ اس کے بغیر دین کی تعبیرو تشریح کی ہر کوشش گمراہی کی طرف جاتی ہے۔

ہاں دین کے ان سرچشموں میں مراتب کا فرق ضرور ہے۔ جو مقام اللہ کا ہے وہ کسی نبی کو حاصل نہیں ہو سکتا جو مرتبہ ایک نبی کا ہے وہ کسی صحابیؓ کو نہیں مل سکتا اور جو درجہ ایک صحابی کو حاصل ہے کوئی بڑے سے بڑا ولی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ بس فرق مراتب کے ساتھ دین کے ان سرچشموں میں سے ہر ایک کے حقوق و حدود کی رعایت " دارالعلوم دیوبند" کا وہ خصوصی مزاج ہے جس نے اسے دوسرے اداروں سے امتیاز عطا کیا ہے اور جس کی بناء پر اس کا مسلک مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے درمیان ایک ایسی راہ اعتدال کی حیثیت رکھتا ہے جو افراط و تفریط سے بچتی ہوئی کتاب و سنت تک پہنچتی ہے۔

جب دارالعلوم دیوبند کا اساسی نظریہ یہ ٹھہرا کہ دین "کتاب اللہ" اور "رجال اللہ" کے مجموعہ کا نام ہے۔ تو یہیں سے اس کا ایک دوسرا عملی امتیاز ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ کہ دارالعلوم اپنے عہد شباب میں محض ایک علمی درس گاہ نہیں تھی جس میں طلباء کو صرف کتابوں کے حروف و نقوش اور علم کا ظاہری خول دیا جاتا ہو بلکہ یہ ساتھ ساتھ ایک عملی تربیت گاہ بھی تھی، جہاں علم کے ظاہری بدن میں عمل صالح اور اخلاق فاضلہ کی روح بھری جاتی تھی، یہاں سے فارغ ہو کر نکلنے والے صرف ظاہری علوم ہی سے آراستہ نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ عملی اعتبار سے بھی سچے اور پکے مسلمان ہوتے تھے جن کی ہر ہر نقل و حرکت اسلام کی نمائندگی کرتی تھی۔

میرے والد ماجد حضرت مولانا محمد یاسین صاحب دارالعلوم کے قرن اول کے طلباء میں سے تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے دارالعلوم کا وہ زمانہ دیکھا ہے جب اس کے ایک چپراسی سے لے کر صدر مدرس اور مہتمم تک ہر ہر شخص ولی کامل تھا۔ دن کے وقت یہاں علوم و فنون کے چرچے ہوتے اور رات کے وقت اس کا گوشہ گوشہ اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن سے گونجتا تھا۔ چنانچہ اس دور میں جو شخصیتیں دارالعلوم دیوبند سے تیار ہوئیں انہوں نے عبادات، معاملات، اخلاق، معاشرت، سیاست اور اجتماعی امور میں ایسے ایسے تابناک کردار پیش کئے ہیں کہ آج اس کی نظیر ملنا مشکل ہے، ان میں سے ہر شخص اسلام کی مجسم تبلیغ تھا، وہ جہاں بیٹھ گیا، ایک جہاں کو سچا مسلمان بنا کر اٹھا علم اگر روح عمل سے خالی ہو تو عموماً" انسان میں خود پسندی اور پندار پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن دارالعلوم دیوبند کا علم چونکہ روکھا پھیکا علم نہ تھا، بلکہ اس میں اخلاق و عمل اور عشق و محبت کا سوز و ساز بھی شامل تھا۔ اس لئے اس کی تیسری خصوصیت یہ رہی ہے کہ اس کا پورا ماحول تواضع اور سادگی اور بے تکلفی کا ماحول تھا وہاں ہر شخص علم و عمل کا آفتاب ہونے کے باوجود عبدیت اور تواضع کا پیکر تھا اس جماعت کے افراد ایک طرف وقار، استغناء اور خودداری کے حامل تھے اور دوسری طرف فروتنی، خاکساری اور ایثار و زہد کے جذبات سے معمور۔

دارالعلوم کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ہر علم و فن میں یکتائے روزگار تھے، ان کی تصانیف آج بھی ان کے علوم کی شاہد ہیں، لیکن سادگی کا عالم یہ تھا کہ ان کے پاس کبھی کپڑوں کے دو سے زائد جوڑے جمع نہیں ہوئے، دیکھنے والا پتہ بھی نہ لگا سکتا تھا کہ یہ وہی مولانا محمد قاسمؒ ہیں، جنہوں نے مسلمانوں ہی سے نہیں غیر مسلموں اور مخالفوں سے بھی اپنے علم و فضل کا لوہا منوایا ہے۔ حضرت مولانا سید احمد دہلویؒ دارالعلوم کے قرن اول کے اساتذہ میں سے تھے اور فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دیگر عقلی علوم میں اس وقت ان کا ثانی نہیں تھا، انہوں نے ساری عمر دیوبند کے قصبہ میں گزاری اور اس حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ دیوبند میں ان کی ذاتی جائیداد تو کجا رہنے کا مکان بھی اپنا نہیں تھا۔ تعظیمی القاب کے تکلفات تو بہت بعد میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ جو دارالعلوم کے پہلے طالب علم تھے اور بعد میں علم و سیاست دونوں میدانوں میں عالمگیر شہرت حاصل کی جب وہ دارالعلوم کے صدر مدرس ہوئے تو انہیں صرف "بڑے مولوی صاحب" کہا جاتا تھا۔

مفتی عزیز الرحمان صاحب دارالعلوم کے مفتی اعظم تھے لیکن مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ وہ محلے کی بیواؤں، یتیموں اور بے کس افراد کا سودا سلف خود اپنے ہاتھ سے لا کر انہیں پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ (جو حضرت میاں صاحب کے نام سے معروف ہیں) حدیث کے اونچے درجہ کے اساتذہ میں تھے، لیکن آخر عمر تک ایک کچے مکان میں مقیم رہے اور صرف اس لئے پختہ نہیں بنوایا کہ محلّہ غریبوں کا تھا اور جب تک سب کے مکان پختہ نہ بن جائیں اپنا مکان پکا کرانے کو دل نہیں مانتا تھا۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ جنہیں آج دنیا اس صدی کے عظیم رہنما کی حیثیت سے جانتی ہے اور جنہوں نے ایک ہزار سے زیادہ تصانیف چھوڑی ہیں۔ ایک امیر گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔ لیکن دارالعلوم میں طالب علمی کی زندگی اس طرح بسر کی کہ مدرسہ کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں رہتے اور طالب علمی ہی کے زمانے میں اوقات کے نظم و ضبط کا عالم یہ تھا کہ ان کی مصروفیات کو دیکھ کر وقت معلوم کیا جاسکتا تھا۔ زمانہ امتحان کا ہو یا عام تعلیم کا ہمیشہ عشاء کے بعد سو جاتے اور آخر شب میں تہجد کے لئے بیدار ہوتے۔ اس معمول میں کبھی فرق نہیں آیا۔

اس علمی ادارے کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے مسلک اعتدال کی طرف دعوت اور دوسروں پر تنقید کے سلسلے میں پیغمبرانہ اسلوب تبلیغ اختیار کیا جس میں مخالف کو زیر کرنے کے بجائے اس کی دینی خیر خواہی کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے حق کے معاملے میں مداہنت کو کبھی گوارا نہیں کیا اور جس بات کو حق سمجھا اس کا برملا اظہار بھی کیا لیکن اس اظہار میں حکمت اور نرمی کا پہلو ہمیشہ مد نظر رکھا گیا۔

دارالعلوم دیوبند کا اصل مقصد چونکہ دین کی حفاظت تھا اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہ ہو سکتا تھا جب تک ایک جماعت دوسرے ہر کام کو چھوڑ کر صرف اسی کی نہ ہو رہے اس لئے انہوں نے دنیوی مناصب اور عہدوں سے قطع نظر کر کے اور خود پیٹ پر پتھر باندھ کر اس خدمت کو انجام دیا۔ لیکن عام مسلمانوں کی مادی ترقی کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہی اور انہوں نے ہر اس پر خلوص تحریک کے ساتھ مقدور بھر تعاون کیا جو دین کو محفوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کی اجتماعی فلاح اور مادی ترقی کا مقصد لے کر آگے بڑھی۔ ہاں جس جگہ مادی ترقی کے شوق میں انہیں دین پامال ہوتا نظر آیا وہاں وہ دین کی حفاظت کے لئے سد سکندری بن گئے اور اس کا نتیجہ ہے کہ دو سو سال تک انگریز اور ہندو کی دوہری چکی میں پسنے کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے آج دین اپنی صحیح شکل میں محفوظ ہے۔ برصغیر میں دین کو سمجھنے والے اس کی دعوت دینے والے اور اس پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ رکھنے والے موجود ہیں اور عام مسلمان بھی مغربی افکار کے بے پناہ سیلاب کے باوجود نظری طور پر آج بھی مسلمان ہیں اور اسلام پر فخر کرتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند نے جتنی عظیم شخصیتیں پیدا کیں اتنی شخصیتیں کم ہی کسی علمی درسگاہ کے حصے میں آتی ہیں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب ؒ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب ؒ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اور نہ جانے علم و عمل کے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب اس درس گاہ سے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ہر شخص ایک مستقل جماعت کی حیثیت رکھتا تھا۔

دارالعلوم دیوبند درحقیقت انہیں شخصیتوں اور اسی طرز فکر اور طرز عمل کا نام ہے جس کی مختصر تشریح اوپر پیش کی گئی۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

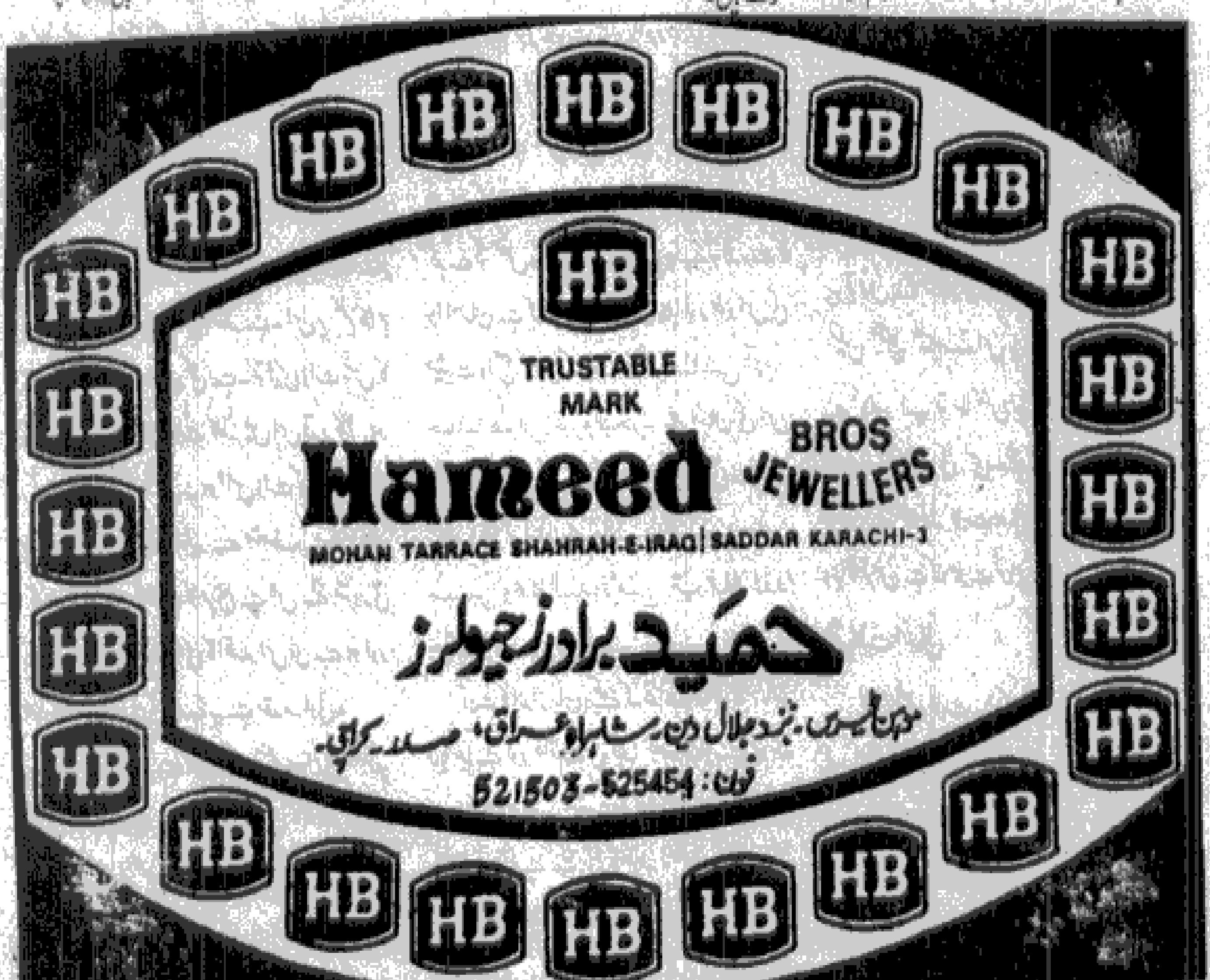

من امالی شیخ الاسلام حضرت مولانا السید
حسین احمد المدنی قدس سرہ اللہ سرہم

ضرورت رسالت

جس عالم میں ہم موجود ہیں وہ حادث ہے کہ اس کا وجود ضروری نہیں ہے۔ اس لئے انسان حیوانات' نباتات اور فلکیات سب کے سب اپنے وجود کے لئے کسی کے محتاج ہیں تو ان کے لئے کوئی (مرکز وجود اور) محدث ضروری ہے اور وجود ہی تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اللہ تعالیٰ مبداء عالم ہے اس نے تمام موجودات کو وجود بخشا ہے اس لئے وہی موجد وہی محدث عالم ہے۔ ظاہر ہے کہ وجود عطا کرنے والی ذات خود بھی موجود ہوگی اور اس کا وجود وجوبی ہوگا امکانی نہیں ہوگا کیونکہ عقلاً" ہر چیز کی انتہا ایک ایسی چیز پر ماننی پڑتی ہے جس کا وجود بالذات ہو اور وہ سب کو وجود بخش سکتی ہو اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہیں ہو' اپنے کمال میں ناقص نہ ہو' (جیسے روشنی کے لئے سورج' پانی کے لئے سمندر' شرارت کے لئے شیطان) یہ ایک عقلی مسئلہ ہے۔ اس پر علم کلام میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ تو ایسی ذات جس کا وجود ذاتی ہو اور وہ صفات کاملہ میں اس قدر کامل ہو کہ اس میں کوئی نقص نہ ہو' اس ذات کو ہم اللہ کہتے ہیں وہی تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے اور وہی کائنات کی تمام نعمتوں کا مرجع ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر طرح کی عاجزی کا اظہار اس ہی سے ہو اور عبادت اس ہی کی کی جائے یہ ہے مقدمہ اولیٰ۔

مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ جو بھی منعم ہو اس کا شکریہ بقدر انعام واجب ہے یہ اصول سب کا مسلمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا محسن ہے بلکہ محسن اعظم ہے اس کا انعام جس قدر انسان پر ہے کسی دوسری نوع پر نہیں ہے۔

پہلا انعام

اس کا پہلا عظیم انعام یہ ہے کہ اس نے تمہیں وجود بخشا' وجود وہ نعمت ہے جس کی خواہش ہر چیز کے اندر ہے اور عدم سے ہر ایک کو نفرت ہے چاہے کتنا ہی پریشان ہو عدم کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

دوسرا انعام

اس کا دوسرا عظیم انعام یہ ہے کہ اس نے اشرف المخلوقات بنایا۔ انسان چونکہ مادی ہے اس لئے عناصر کا محتاج ہے اور مادیات میں بڑا درجہ نباتات کا ہے جس میں نشوونما موجود ہے۔ اس سے بھی اعلیٰ درجہ حیوانات کا ہے جس میں احساس موجود ہے حرکت بالارادہ کی طاقت موجود ہے پھر اس سے اگر ترقی کرے تو عقل و فہم پا کر انسان بن جائے تو قدرت کا بڑا احسان ہے کہ اس نے انسان بنایا اور خود اس کی حیثیت واضح کردی کہ ولقد کرمنا بنی آدم و حملنا ھم فی البر والبحر۔ پھر انسان کی اس حیثیت پر تنبیہ کرنے کے لئے باری تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر فرمایا ہے والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین تب فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

آیت کا انداز بیان دیکھئے کہ قد کے ساتھ لام تاکید لایا گیا ہے اور خلقت کی جگہ خلقنا فرمایا ہے کیونکہ جب کوئی (صاحب حیثیت) آدمی اپنی بڑائی ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے کہ ہم نے یہ کام کردیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ میں نے یہ کیا ہے تو وہ تعظیم نہ ہوئی جو مقصود تھی۔ پھر یہاں فی لائے جو ظرفیت بتلاتی ہے اور ظرف مظروف کو ہر طرف سے گھیرے رہتا ہے کہ احسنیت انسان کے ہر جز میں موجود ہے ہر طرف ہے اگر مع احسن تقویم ہوتا تو یہ مبالغہ نہ ہوتا' نیز مفضل علیہ کو حذف کردیا تو اس سے عموم پیدا کردیا کہ احسن من کل شئی۔ اتنی تاکید کے بعد احسنیت انسان سے بڑھ کر یا اس کے برابر کس میں ہو سکتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جتنا احسان خالق نے انسان پر کیا ہے اتنا کسی پر نہیں ہے۔

قوموں کی گمراہی

بہت سی قوموں کو اشکال ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے کہ نہیں؟ اسی وجہ سے انہوں نے غیر انسان کے سامنے سر جھکانا شروع کردیا حتیٰ کہ بعض بیوقوفوں نے اشجار اور احجار تک کی عبادت کر ڈالی' لیکن عقل سلیم نے اس بات کو کبھی تسلیم نہیں کیا ہے' (اور اب تو سائنس نے ثابت کردیا ہے کہ الوہیت کائنات کی کسی شے میں نہیں ہے تو لا الہ ثابت ہے' الا اللہ ثابت ہونا باقی ہے' اور مسلمانوں پر دنیا کا قرض ہے کہ ثابت کردیں۔)

شرافت انسانی

نقلاً" بھی ثابت ہے کہ انسان سب سے اشرف اور اعلیٰ ہے چنانچہ (قرآن شاہد ہے کہ شیطان نے جب اپنی اصلیت اور انسان کی اصلیت) کو دیکھ کر اپنے کو افضل سمجھا اور اس حد تک سمجھا کہ اس کو خدا کی طرف سے سجدے کا حکم دیا گیا تو انکار کردیا اور اس کی وجہ بتائی کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین۔

ظاہر ہے کہ آگ عناصر میں سب سے قوی اور برتر ہے اور مٹی سب سے ارذل اور کمزور ہے اور جس کی اصل قوی ہوگی اس کی فرع قوی ہوگی جس کی اصل کمزور ہوگی اس کی فرع کمزور ہوگی۔ اسی اصل کو اس نے معیار سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا سمجھ لیا۔ مگر باری تعالیٰ نے اس (نظریئے) کو رد کردیا اور فرمایا " مامنعک ان تسجد لما خلقت بیدی " کہ انسان کی خصوصی حیثیت یہ ہے کہ اس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے (تو نے اس حیثیت کو نظرانداز کردیا۔)

کرشمہ قدرت

ہاتھوں سے قدرت کا اظہار ہوتا ہے (قدرت دو طرح کی ہے قدرت ظاہرہ، قدرت باطنہ) قدرت ظاہرہ کے مظاہر فلکیات، حیوانات اور نباتات ہیں اور قدرت باطنہ کے مظاہر وہ ہیں جو ہمارے ادراک سے باہر ہیں مثلاً ملائکہ، جنات (ارواح) یا کوئی اور ہوں۔

باری تعالیٰ نے انسان کی خلقت میں اپنی دونوں قدرتوں کا مظاہرہ فرمایا ہے (ایک سے جسمانی قوتیں ہیں دوسری سے روحانی قوتیں) تو باری تعالیٰ کا خلیفہ وہی ہو سکتا ہے کہ جو ان دونوں کا جامع ہو اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کا جامع نہ ہو تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ کسی شہنشاہ کا وزیراعظم وہی بن سکتا ہے جو سلطنت کے تمام امور سے واقف ہو۔ سب کے اغراض و مقاصد جانتا ہو، سب میں تصرف کر سکتا ہو اس لئے خدا کا خلیفہ وہی ہو سکتا تھا جو کائنات کے تمام اسماء سے واقف ہو، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو بنانے کے بعد ان کو تمام اسماء سے واقف فرمایا۔

خیال ہو سکتا تھا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی پوری مملکت کا نظام چلاتے ہیں کوئی پانی برساتا ہے کوئی جان قبض کرتا ہے کوئی دوسرے زمین و آسمان کے کام انجام دیتا ہے پھر فرشتوں میں کسی قسم کی احتیاج نہیں ہے جبکہ انسان میں ہر طرح کی احتیاج ہے۔ اس لئے فرشتوں کو انسان پر برتری حاصل ہے ان ہی کو خدائی خلافت ملنی چاہئے۔

چنانچہ یہ شبہ ظاہر کیا گیا اور خود ملائکہ نے کیا اور بہت قوت سے کیا کہ نحن نسبح بحمدک ونقدس لک' اور اس کے بعد اس شبہ کی تائید میں انسان کے حالات پیش کئے کہ انسان اپنے منعم حقیقی کا بے وفا ہوگا اور اپنے ابناء جنس سے بے وفائی کرے گا حتیٰ کہ قتل کرے گا انہوں نے کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء۔ افساد اگرچہ یہاں عام ہے مگر اس کی تفسیر شرک سے کی گئی ہے۔ تو جناب باری تعالیٰ نے فرشتوں کو اس شبہ پر جھڑک دیا اور فرمایا انی اعلم مالا تعلمون۔

خدائی انٹرویو

اگر کسی میں کسی نظام کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں ہے تو اس کو وہ نظام دینا عقل کی بات نہیں ہے۔ میزان و منشعب پڑھانے والے کو بخاری دے دینا حماقت ہے۔ باری تعالیٰ کے یہاں بخل نہیں ہے لیکن مبداء فیاض کا فیض باعتبار استعداد کے ہے ملائکہ کو ان کی استعداد کے مطابق تعلیم دی گئی تھی، آدم کو ان کی استعداد کے مطابق، اس لئے فرشتوں سے (مقابلہ کرانے کے لئے) کہا گیا: انبؤنی باسماء ھولاء ان کنتم صادقین (تو وہ عاجز ہوگئے اور انہوں نے اپنی لاعلمی تسلیم کرلی قالو لا علم لنا الا ما علمتنا)

اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ہر کام کے لئے الگ الگ شعبے ہیں اور ہر شعبے کو اس کے ماہر فن کے سپرد کرنا حکمت ہے اگر کسی کو زراعت سے مناسبت ہے تو اسے وزیر زراعت بنانا چاہئے اور کسی میں تجارت کا سلیقہ ہے تو اسے تجارت سپرد کرنی چاہئے اسی طرح یہاں (مقابلہ کا) امتحان اس مقصد سے لیا گیا کہ خلیفہ بننے کی صلاحیت کون رکھتا ہے۔ آدم یا ملائکہ؟

دونوں سے ان کی اس استعداد کے مطابق جو مبداء فیاض نے ان میں رکھی تھی امتحان لیا گیا تو ثابت ہوا کہ خلیفہ بننے کی صلاحیت آدم رکھتے ہیں ملائکہ نہیں رکھتے (اور صلاحیت کا دارومدار علمی استعداد پر ہے) اس علم کے بعد فرشتوں نے سرجھکا دیا لیکن شیطان اس (حقیقت) کو نہیں سمجھا (اور اپنے نظریئے پر قائم رہا اور) مردود ہوا۔

تیسرا انعام

تیسرا عظیم انعام یہ ہے کہ ہمارے لئے زمین سے آسمان تک کو مسخر کردیا ارشاد ہے وخلق لکم مافی السموت ومافی الارض جمیعا۔ یعنی ہمارے لئے جمادات نباتات اور حیوانات ہی کو نہیں بلکہ عنصریات و فلکیات کو بھی مسخر کردیا ہے۔

خدمت کرنے والے چار قسم کے ہوتے ہیں ایک ملازم، دوسرا مزدور، تیسرا غلام، چوتھا بیگار۔ اگر ملازم کو تنخواہ نہ دیجئے تو حکومت سے شکایت کرے گا، مزدور کو مزدوری نہ دیجئے تو وہ بھی شکوہ شکایت کرے گا، غلام اگرچہ ان سب سے کم رتبہ ہے مگر وہ بھی روٹی کپڑے اور مکان کا مطالبہ کرتا ہی ہے لیکن بیگار اور مسخر تم سے کسی مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔ تو باری تعالیٰ نے انسان کے لئے تمام مخلوقات کو بیگار بنادیا ہے۔ سورج چاند تمہارے مشعلچی ہیں، بادل تمہارے کھیتوں، باغوں وغیرہ کو سیراب کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح ساری چیزیں تمہارے لئے اپنی اپنی ڈیوٹی دیا کرتی ہیں، اور بیگار بن کر کام کرتی ہیں۔ مافی السموت ومافی الارض۔ اسی وجہ سے کہ تم کو سب سے افضل بنادیا ہے مگر تم نے اپنی حیثیت نہیں سمجھی اس لئے چاند سورج کی پوجا کرنے لگے، شہنشاہ کو چھوڑ کر مشعلچی کے سامنے جھک گئے اس سے زیادہ عقل و دماغ کی کمزوری اور کیا ہو سکتی ہے حتیٰ کہ اس پتھر کو پوجنے لگے جسے اپنے ہاتھوں سے گھڑ لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پھر سزا بھی سخت سے سخت دی گئی۔ ارشاد ہے ثم رددناہ اسفل سافلین

اور یہ سزا اس وجہ سے سخت دی گئی ہے کہ معمولی آدمی کے بالمقابل وزیراعظم غلطی کرے تو سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے، جس انسان پر خدا نے

اتنے عظیم الشان احسانات کئے وہ ناشکری کرے احسان فراموشی کرے اور دوسروں کے سامنے جاکر جھک جائے تو یہ اس کی غداری اور نمک حرامی ہے۔ ان الانسان لربہ لکنود' اور وانہ لظلوم کفار۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

چوتھا انعام

یہ ہے کہ ہماری حفاظت کے لئے ملائکہ مقرر کردیئے ہیں۔ ارشاد ہے۔ "ان علیکم لحافظین۔" "کراما" کاتبین' نیز رحم مادر میں جنوں وغیرہ کی شرارتوں سے حفاظت کا بھی انتظام کردیا ہے۔ ارشاد ہے۔ ان کل نفس لما علیہا حافظ' اور لہ معقبات من بین یدیہ

نیز فرشتوں میں سب سے بڑا درجہ حاملین عرش کا ہے مگر وہ بھی انسان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے استغفار' اور صرف مسلمان مردوں کے لئے نہیں بلکہ ان کی عورتوں اور بچوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ تو ملا سافل کے فرشتے جس طرح آپ کے کام میں لگے ہیں اسی طرح ملا اعلیٰ کے فرشتے بھی آپ کی خدمت' حفاظت اور استغفار کیا کرتے ہیں۔ اس لئے ارشاد ہے۔ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔ لام تاکید کا مطلب یہ ہے کہ انسان کیلئے راحت و رحمت کثرت سے ہوتی رہتی ہے لیکن اس راحت و رحمت پر کوئی بھول میں نہ پڑجائے کیونکہ اس غفور رحیم کی جب کسی قوم نے مسلسل نافرمانی اور ناشکری کی ہے تو وہ برباد کردی گئی ہے جیسا کہ قوم عاد' ثمود' قوم نوح اور قوم لوط وغیرہ نے غداری کی اور تباہ کردی گئیں۔

چھٹا انعام

ان تمام انعامات کے ساتھ انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ قطرہ منی سے پیدا کیا گیا جو سب سے نجس قطرہ ہے۔ پاخانہ پیشاب نکلے تو اطراف و جوانب دھونے سے پاک ہوجاؤ مگر قطرہ منی نکل آئے تو تمام بدن کو دھونا پڑے گا۔ تو اس سے زیادہ غلیظ کوئی نجاست نہیں ہے۔ پھر حیض کا خون بھی نجس ہے اور ایسا نجس کہ عورت روزہ نماز کی نہیں رہ جاتی تم اس سے جماع نہیں کرسکتے اس قدر نجاست و غلاظت کے باوجود اسی قطرہ منی اور اسی دم حیض سے اولیاء و انبیاء تک بنائے گئے اور نو ماہ تک بچہ اس سے بنتا رہتا ہے اسی کو ہضم کرتا رہتا ہے مگر کس قدر کمال ہے اس بنانے والے کا کہ اسی سے اتنا باکمال انسان بنادیا کرتا ہے۔

سونے سے زیور سب بناسکتے ہیں مگر مٹی اور راکھ سے زیور بنانا کمال فن کا مظاہرہ کرتا ہے اس کے بعد عقل ایسی عظیم نعمت عطا کردی کہ اس سے تم عقول مجردہ میں بحث و اختراع کرنے لگے' علوم و فنون کے انبار لگائے طرح طرح کی چیزیں ایجاد و اختراع کرنے لگے حالانکہ ہے وہی دم حیض وہی قطرہ منی۔

عقل کا تقاضا تھا کہ تم اپنی ہستی پر بھی غور کرتے مگر بھول جاتے ہو اس لئے قرآن کے نزول کے مقاصد میں سب سے بڑا مقصد تذکیر بالاء اللہ ہے کہ پرانی باتوں کو یاد کرکے آدمی اپنی قدر پہچانے مگر انسان غیر ضروری باتوں میں پڑ کر اپنا مقصود بھول جاتا ہے اس لئے اس کو بار بار یاد دلانا پڑتا ہے مختلف پیرایوں سے سمجھایا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی قرآن کا مقصود ہے۔

انعامات کا تسلسل

پھر یہ نہیں کہ انسان پر جو انعامات کئے تھے وہ ختم ہوگئے' نہیں بلکہ ہر ہر منٹ فیضان رحمت ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت صحت و عافیت عطا ہوتی رہتی ہے۔ حفاظت کا سامان بھی ہوتا رہتا ہے اور مسلمانوں کے لئے ہر وقت جنت تک تیار رہتی ہے اس لئے انسان پر ہر وقت شکر کرنا واجب ہے۔

پھر نعمتیں چونکہ لاتعداد و لاتحصیٰ ہیں اس لئے شکر بھی اسی قدر ہونا چاہئے۔ جب نعمتیں زیادہ ہیں' تو ذمہ داریاں اور حقوق بھی زیادہ ہوں گے۔ پہلا حق یہ ہے کہ کفران نعمت نہ کرے' دوسرا حق یہ ہے کہ خدا کے شکر سے غافل نہ ہو ورنہ یہی انسان ظلوم کفار کہلانے کا مستحق ٹھہرے گا۔

رسول کی ضرورت

ادائے شکر کے لئے ضروری ہے کہ منعم کی مرضی معلوم کی جائے کہ وہ کن چیزوں سے خوش ہوتا ہے کن چیزوں سے ناخوش' تاکہ مرضیات کا اہتمام کریں نامرضیات سے احتراز کریں تب جاکر ہم منعم کے لائق جو شکر ہے اسے ادا کرسکیں گے' پھر منعم کی مرضیات معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ منعم کی طرف سے اخبار ہو کہ ہم فلاں فلاں چیزوں سے راضی ہیں فلاں فلاں چیزوں سے ناراض' یہ پسند یہ ناپسند' ظاہر ہے کہ باری تعالیٰ اپنی جلالت شان کی وجہ سے نہ ہر ایک کو اس کی خبر دے سکتا ہے نہ ہر ایک اس کا تحمل کرسکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ کسی کو اپنا مخصوص و مقرب بناکر ہمیں خبر دے ایسے ہی شخص کو ہم نبی اور رسول کہتے ہیں۔ اور اسی کی شخصیت واسطہ ہوگی ہمارے درمیان اور منعم حقیقی کے درمیان' جیسے عام بادشاہ اور امراء اپنے احکام اپنے خاص وزیروں اور حکام کو دیتے ہیں اور وہ اس حکم کو سارے ملک میں پہنچایا کرتے ہیں۔

اسی طرح باری تعالیٰ نہ زید و بکر کو اپنی بات بتاسکتا ہے نہ ابوجہل و ابوطالب کو' بلکہ کسی ایسے شخص کو منتخب کرکے پیغام پہنچاتا ہے جو اس کے نزدیک معتمد' دیانت دار اور قابل اعتبار ہو اس لئے عقلاً" ضروری ہے کہ رسالت کو تسلیم کیا جائے' اسی وجہ سے جس کو یہ خدمت سپرد ہوتی ہے اسے ابتداء" منتخب کرلیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ سے کہا گیا واصطنعتک لنفسی ایسے ہی کو مجتبیٰ کہا جاتا ہے (اور خود اس کی نگرانی اور تربیت کرائی جاتی ہے ارشاد ہے لتصنع علی عینی) ایسے شخص کے اندر نافرمانی کا مادہ ہی نہیں ہوگا اس لئے وہ معصوم ہوتا ہے۔

دلائل نبوت

(نبی و رسول جب مبعوث ہوتا ہے تو اپنی نبوت و

رسالت کا اعلان کرتا ہے پھر) اپنے دعویٰ پر دلائل و شواہد پیش کرتا ہے مگر اس کے امتیاز کا کوئی سلسلہ ہونا چاہئے تاکہ ہر بوالہوس نبوت کا دعویٰ نہ کرسکے تو جن باتوں سے امتیاز حاصل ہوتا ہے وہ معجزات ہیں اور ہر معجزہ خرق عادت سے ہوتا ہے کہ عام مخلوق سے اس کا صادر ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے معجزہ نبی کے لئے بطور سند اور سرٹیفکیٹ ہوتا ہے جیسے امتحان کی کامیابی پر سند اس کی نشانی ہوتی ہے اسی طرح باری تعالیٰ کسی بندے کے ہاتھوں سے ایسے افعال کا صدور کراتا ہے جو عام انسانوں کے لئے محال ہوں۔

معجزات رسالت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معجزات عطا کئے گئے وہ دس ہزار تھے ان میں سے سات ہزار علمی معجزات تھے باقی عملی' آپ کے علمی معجزات میں قرآن کی آیت بھی شامل ہیں کیونکہ قرآن پاک کا سب سے بڑا علمی معجزہ ہے۔ وہ اہل عرب جو ۱۵۰ برس سے عربی ادب میں بڑی مہارت پیدا کرچکے تھے اور نثر و نظم دونوں پر بڑی قدرت رکھتے تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے قصیدے پڑھا کرتے تھے لیکن جب قرآن نے بطور تحدی انہیں للکارا ہے تو سارا عرب خاموش ہوگیا اور آج تک قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے۔ حضور کا یہ معجزہ اب تک زندہ ہے جبکہ حضرت موسیٰ کا عصا اور ید بیضاء اور حضرت عیسیٰ کی شفاءاکمہ وابرص ختم ہوگئی۔

امت کے لئے نعمت عظمیٰ

قرآن امت محمدیہ کے لئے خدا کی عظیم ترین نعمت ہے۔ اتنی بڑی دولت کسی امت کو بھی نہیں دی گئی کیونکہ باری تعالیٰ نے حضور کی نبوت ثابت کرنے کے لئے قرآن کی شکل میں اپنی صفت کلام عطا کردی ہے۔ باری تعالیٰ کی صفت کلام نفسی ہے مگر امت کی خاطر اسے کلام لفظی کے لباس میں کرکے ہمیں سپرد کردیا ہے۔ کیونکہ انسان کلام نفسی کا ادراک نہیں کرسکتا تھا۔ یہ خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے جو انسان کو عطا کی گئی ہے یہ اس امت کی اہم ترین خصوصیت ہے لیکن بدقسمتی سے ہم اس کی طرف توجہ نہیں کرتے' نہ ترجمہ دیکھتے ہیں نہ تفسیر پڑھتے ہیں نہ تلاوت سے لذت حاصل کرتے ہیں۔

شواہد رسالت

بہر حال جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت تسلیم کرنے کے لئے بہت سے عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں' بہت سے واقعات کا اس طرح ظہور ہوا جس طرح آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی' ان کی پیشین گوئی کے مطابق قیصر و کسریٰ تباہ ہوگئے' مقوقس ختم ہوگیا' مصر و ایران کی سلطنتیں تہ و بالا ہوگئیں اور آپ ﷺ کے جانشین زمانے میں پھیل گئے تو جس نے مقابلہ کیا تباہ ہوگیا۔

نبوت کے کارنامے

خدا کی مرضیات و نامرضیات بتانے والے کا نام رسول ہے۔ اس سلسلے میں خدا نے آپ کیلئے چار وظیفے مقرر کئے تھے۔ یتلوا علیہم ایٰتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ و یزکیہم۔ ۱...ان میں سے تلاوت یہ ہے کہ جو آیات آپ پر اترتی ہیں انہیں لوگوں کو خود سنادیں (اور برابر سنایا کرتے رہیں) چنانچہ ساری عمر آپ نے اس وظیفہ کو اس قدر ادا کیا کہ اب تک تلاوت کا تسلسل جاری ہے۔

۲ .... تعلیم کتاب یہ ہے کہ آیات کے معانی سمجھائے جائیں (سوال یہ ہے کہ اہل عرب کو عربی سمجھانے کی کہاں ضرورت تھی) تو اس کی ضرورت اس وجہ سے تھی کہ جس امت کو یہ کتاب دی گئی تھی اگرچہ وہ اسی کی زبان میں دی گئی کیونکہ کبھی کوئی نبی کسی قوم میں غیر قومی زبان کا نہیں بھیجا گیا اس لئے عرب میں قرآن آیا تو عربی میں آیا مگر محاورات میں جو زبان استعمال کی جاتی ہے اس میں ایک معانی اولیہ ہوتے ہیں جو ہر صاحب زبان سمجھ لیتا ہے لیکن جو معانی ثانویہ ہوتے ہیں ان کا سمجھنا ہر شخص کیلئے آسان نہیں ہوتا ہے مثلاً "کثیر الرماد" کہے تو اس کے معانی لغوی ہیں بہت راکھ والا' حالانکہ متکلم کی مراد یہ نہیں ہے' محاورہ ہے اور اس میں معانی ثانویہ مراد ہیں۔ یعنی بڑا مہمان نواز (کہ کثرت طعام سے راکھ کا ڈھیر لگ جاتا ہے) تو کلام اللہ اور کلام الرسول میں معانی اولیہ کم مراد لئے جاتے ہیں۔ معانی ثانویہ زیادہ مراد ہوتے ہیں اس لئے الفاظ سے متکلم کی منشاو مراد سمجھنا آسان کام نہیں ہے بہت ذکی و فہیم ہو تب سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ ابن عباسؓ کو بہت پاس بٹھایا کرتے تھے اور اپنی مجلس میں شریک رکھتے تھے کیونکہ بہت ذکی و ذہین تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ ان کے برابر تو میرے بیٹے اور پوتے ہیں آپ انہیں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ سن کر ٹال گئے جواب نہیں دیا کیونکہ ان کے رتبے سے واقف تھے مگر ایک مرتبہ مجلس میں لوگوں سے سوال کیا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح کا مقصد نزول کیا ہے۔ جتنے صحابہ موجود تھے سب نے اس کے معانی اولیہ بتائے لیکن معانی ثانویہ جو مراد متکلم ظاہر کرے کسی نے نہیں بتائے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا جو اپنی عمر میں قریب البلوغ تھے کہ اکھذا انزل۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے حضور کے وصال کی اطلاع دی گئی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ بولے کہ اس سے زیادہ میں بھی نہیں جانتا ہوں۔ مگر یہ ایسے معانی تھے جو حضرات صحابہؓ بھی نہیں سمجھ سکے (حالانکہ اہل زبان بھی تھے صحابی بھی) لیکن حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عباس ان کو سمجھ گئے۔ تو قرآن و حدیث کے معانی اولی اور ہوتے ہیں اور ان کے مقاصد اور' ان ہی مقاصد قرآن کے بیان کے لئے نبی کی بعثت ہوتی ہے اور وہ یعلمہم الکتاب کرتا ہے۔

تفسیر اذاجاء

واقعہ بھی اس طرح تھا کیونکہ آپ کی بعثت اس

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

وقت ہوئی تھی جب بت پرستی عام تھی' توحید کا نام مٹ رہا تھا خود خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے اور باہر تو معلوم نہیں کتنے کہاں کہاں تھے' برائیوں کو مستحسن سمجھا جاتا تھا' غرض انسانوں کا روحانی مزاج خراب ہوگیا تھا۔ تو جس طرح امراض مادیہ کی دوا ہوتی ہے اسی طرح امراض روحانیہ کے علاج کے لئے انبیاءؑ تشریف لاتے ہیں۔

حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ نے بے پناہ جدوجہد فرمائی تو بت پرستی ختم ہوگئی بت نکال دیئے گئے حکومتیں فرماں بردار ہوگئیں قومیں فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگیں تو اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی کہ آپ کی بعثت کا جو مقصد تھا وہ پورا ہوگیا۔

فسبح بحمد ربک سے آپ ﷺ کے وصال ہی کی خبر ہے جیسے طلباء مدرسہ کی سند حاصل ہونے کے بعد مدرسہ میں نہیں رہتے اسی طرح سلطنت خداوندی کو اعداء اللہ سے خالی کراکے آپ تشریف لے گئے۔ ﷺ

ابن عباسؓ

یہ حضور کے چچا زاد بھائی ہیں آپ ﷺ کے دور میں مراہق تھے (۱۳ برس کی عمر تھی) بہت سمجھ دار تھے حضور کی خصوصی دعائیں ان کے ساتھ تھیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ استنجا کے لئے گئے تو یہ چھاگل میں پانی بھر کر لئے کھڑے رہے' آپ ﷺ نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے دعائیں دیں اللھم علمہ الکتاب وفقہ' ان کو حدیث و قرآن کی بہت جستجو رہتی تھی جب کوئی بات کھٹکتی تو صحابہ کرامؓ سے بے جھجک پوچھ لیا کرتے تھے کیونکہ شرم سے علم نہیں حاصل ہوتا اور تکبر انسان کو علم سے محروم کردیتا ہے۔

حضرت عمرؓ ان کی ذکاوت اور جدوجہد سے واقف تھے اسی وجہ سے انہیں اپنی مجلس میں بٹھایا کرتے تھے (اسی طرح کی تربیت سے یہ بچے' حضرت ابن عباس بن جایا کرتے ہیں) شوق کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضور کی تہجد دیکھنے کے لئے حضور کی اہلیہ حضرت میمونہ کے گھر جاکر لیٹ رہے وہ ان کی حقیقی خالہ تھیں پھر حضور نے تہجد شروع کی تو جاکر آپ کے بائیں کھڑے ہوگئے آپ نے سر پکڑ کر دائیں کردیا (یہ باتیں بہت بچپن کی ہیں مگر علمی ذوق و شوق بتلاتی ہیں) تہجد کی روایات اکثر ان ہی سے مروی ہیں۔

تعلیم حکمت

آپ کا تیسرا وظیفہ تھا تعلیم حکمت' یعنی احکام الٰہی کی علت و غایت بیان کرنا۔

تزکیہ باطن

آپ کا چوتھا وظیفہ تھا تزکیہ نفس' چنانچہ صحابہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور کی خدمت میں رہتے ہیں تو سب چیزیں بھول جاتے ہیں صرف خدا کے رسول ہمارے سامنے ہوتے ہیں لیکن جب گھر جاتے ہیں تو وہ کیفیت ختم ہوجاتی ہے جیسا کہ حضرت حنظلہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ اس صورت حال کو محسوس کرکے گھر بیٹھ گئے اور اسے انہوں نے نفاق سمجھ لیا پھر بہت پریشان ہوئے اور گھر سے نہیں نکلے' آپ نے مجلس میں دریافت فرمایا کہ حنظلہ کہاں ہیں؟ اور حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے آکر بیوی سے پوچھا حنظلہ کہاں ہیں انہوں نے اندر بتادیا وہاں جاکر دیکھا تو اک گوشے میں

> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار معجزات عطا کیے گیے ان میں سات ہزار معجزات علمی تھے

پڑے رو رہے ہیں' حال پوچھا تو انہوں نے اپنے قلبی احساسات جتائے اور کہا کہ حضور کی مجلس میں دل کا حال اور ہوتا ہے گھر پہنچ کر اور ہوجاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہی حال تو میرا بھی ہے۔ اس پر دونوں مل کر خوب روئے' اس کے بعد علاج کے لئے حضور ﷺ کے پاس دونوں حضرات آئے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اسی طرح ہروقت رہنے لگو جس طرح میرے پاس رہتے ہو تو دنیا سے قطع تعلق کرلوگے' بیویوں کو چھوڑ دوگے اور جنگلات میں روتے پھروگے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو ہم لوگوں کو مدینہ کے در و دیوار روشن نظر آتے تھے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو دفن کرکے ہاتھ کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ اپنے دلوں میں تاریکیاں دیکھنے لگے۔

مقاصد بعثت

یہ تھا آنحضرت ﷺ کا صحابہ کرامؓ پر روحانی اثر کہ آپ ﷺ کی صحبت میں پہنچ کر دلوں کی گندگیاں ختم ہوجاتی تھیں لیکن یہ اثر ابوجہل وغیرہ پر اس وجہ سے نہیں پڑا کہ ان کے قلوب میں صلاحیت ختم ہوگئی تھی۔ ورنہ آپ ﷺ کی روحانیت روح کی تمام کثافتوں کو جلا کر خاک کردیتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی کسی بدوی صحابی سے افضل تو کیا برابر نہیں ہوسکتا۔

تو تزکیہ باطن حضور کا چوتھا وظیفہ تھا' اور چاروں وظائف کو آنحضرت ﷺ اپنی بعثت کا مقصود سمجھ کر انجام دیا کرتے تھے' اسی کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔

ان میں سے تین چیزیں آپ کے اقوال سے متعلق ہیں ایک چیز تزکیہ قلوب وہ آپ ﷺ کے قلبی عمل سے تعلق ہے تو امور دینیہ کے تمام کے تمام کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہیں۔ یہاں سے حدیث کی اہمیت ظاہر ہوئی ہے۔

●●

قسط نمبر ۳

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

اغراض و مقاصد اور امکانات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں

اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے بر خلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ در حقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں با ادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں۔

مطبع ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے چار صفحوں پر معہ نقشہ درج ہے)

یہ ذہن میں رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، ایسے حریت پسند مسلمانوں کے کوائف اپنی جماعت کے ذریعہ ہی جمع کراتا ہو گا گویا غلام احمد قادیانی کی نگرانی میں قادیانی جماعت کی پوری ٹیم اسی کام میں لگی ہوئی تھی کہ ہندوستان کے آزادی پسند مسلمانوں کی فہرستیں بنا بنا کر انگریز کے خفیہ محکمہ کو بھیجی جائیں، اور ایسے مسلمانوں کے "پولیٹیکل راز" سفید آقاؤں کے گوش گزار کئے جائیں۔ وہ دن، اور آج کا دن، قادیانی جماعت مسلمانوں کی جاسوسی کے اسی مقدس فریضہ میں لگی ہوئی ہے کہ مسلمانوں سے گھل مل کر رہا جائے۔ ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیر خواہ ثابت کیا جائے۔ اور باطن میں ان کے راز اعدائے اسلام اور طاغوتی طاقتوں کو پہنچائے جائیں۔

قادیانی اور یہودی لابی کے درمیان وجہ الفت بھی یہی اسلام دشمنی اور امت اسلامیہ سے غداری ہے۔

اسرائیل میں کسی مذہب کا کوئی مشن کام نہیں کر سکتا اور کسی اسلامی مشن کے قیام کا تو وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن قادیانی مشن وہاں بڑے اطمینان سے کام کر رہا ہے اور اسرائیل کے بڑوں کی مکمل حمایت اور اعتماد اسے حاصل ہے۔

قادیانی، مسلمانوں کے بھیس میں مسلمان ممالک، خصوصاً پاکستان میں اہم ترین مناصب اور حساس عہدوں پر براجمان ہیں۔ اس لئے اسلامی ممالک کا کوئی راز ان سے چھپا ہوا نہیں۔

ادھر ایک عرصہ سے اسلامی ممالک اپنی ایٹمی صلاحیتوں کو بہتر بنانے اور انہیں پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں کوشاں تھے۔ مغربی دنیا اور یہودی لابی کے لئے اسلامی دنیا کی یہ تگ و دو موجب تشویش تھی، عراق کی ایٹمی تنصیبات پر اسرائیل کا حملہ اور پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی اسرائیلی دھمکیاں سب کو معلوم ہیں، پاکستان کے بارے میں "اسلامی بم" کا ہوا کھڑا کر کے یہودی لابی نے پاکستان کے خلاف بین الاقوامی فضا کو مسموم کرنے کی جس طرح کوششیں کی ہیں وہ بھی سب پر عیاں ہیں۔ اسلامی ممالک کی سائنسی بیداری کو کنٹرول کرنے کی بہترین صورت یہی ہو سکتی تھی کہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا نعرہ ایک ایسے شخص سے لگوایا جائے جو یہودی لابی کا حلیف اور رازدار ہو۔ اس نعرہ کے ذریعہ اسے اسلامی ممالک کا محسن اور ہیرو باور کرایا جائے ایسی شخصیت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سے زیادہ موزوں اور کون ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا نعرہ بلند کیا۔ مسلم ممالک نے اسے اپنا محسن سمجھا اور اس عظیم مقصد کے لئے خطیر رقم اس کے

قدموں میں نچھاور کر دی، اس طرح یہ قادیانی، مسلم ممالک کی دولت پر "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا شہ بالا بن گیا۔ علاوہ ازیں مسلم ممالک (پاکستان سے مراکش تک) کے سائنسی ادارے بھی ایک قادیانی کی دسترس میں آگئے۔ اب مسلم ممالک کا کوئی راز راز نہیں رہے گا۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے اپنے مرشد مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کے مطابق اسلامی ممالک کی ایٹمی صلاحیتوں کی رپورٹیں اعدائے اسلام کو پہنچانا آسان ہو گا، اور مسلم ممالک کی مخبری میں اسے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

(۲) "اسلام سائنس فاؤنڈیشن" کے قیام کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ مسلم ممالک کے سائنسی اداروں میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا عمل دخل ہو گا اور ان اداروں میں قادیانی نوجوانوں کو بھرتی کرنا آسان ہو گا، پاکستان کی وزارت خارجہ کا قلمدان جن دنوں ظفر اللہ قادیانی آنجہانی کے حوالے تھا ان دنوں ہمارے بیرون ملک سفارت خانوں میں قادیانیوں کی بھرمار تھی۔ قادیانیوں کو نوکریاں بھی خوب مل رہی تھیں۔ اور نوکری کے لالچ میں نوجوانوں کو قادیانی بنانا بھی آسان تھا۔ اب اسلامی ممالک کی چوٹی پر سر ظفر اللہ کی جگہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بٹھا دیا گیا ہے۔ اب سائنسی اداروں میں قادیانی نوجوانوں کو بہترین روزگار کے مواقع خوب خوب میسر آئیں گے۔ اور بھولے بھالے نوجوانوں کو قادیانیت کی طرف کھینچنے کے راستے بھی ہموار ہو جائیں گے۔ اسی کے ساتھ اگر مسلمانوں میں کوئی جوہر قابل نظر آیا تو اس کو "ناپسندیدہ" قرار دے کر نکال دینے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ پاکستان میں اس کا تماشا دیکھا جا چکا ہے، بعض افراد، جن میں قادیانی ہونے کے سوا کوئی خوبی نہیں تھی، وہ سائنسی ادارے کے کرتا دھرتا رہے۔ اور ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد بھی ان کی ملازمت میں توسیع ہوتی رہی۔ اس کے برعکس بعض اعلیٰ پائے کے سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نزدیک ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے گوشہ گمنامی میں دھکیل دیئے گئے۔ ہفت روزہ چٹان لاہور ۶/ تا ۱۳/ جنوری ۱۹۸۶ء میں اس دل خراش داستان کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

(۳) ایک اہم ترین فائدہ قادیانیت کی تبلیغ کا ہے۔ "سائنس فاؤنڈیشن" کو قادیانیت کی تبلیغ کا ذریعہ کیسے بنایا جائے گا؟ اس کے لئے درج ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

(الف) ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا شمار قادیانی امت کے ممتاز ترین افراد میں ہوتا ہے۔ قادیانیوں کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر احمد آنجہانی نے ۱۴/ اگست ۱۹۸۰ء کو لندن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا، جس کی رپورٹ ۱۷/ اگست ۱۹۸۰ء کو آئرش اخبار "آئرش سنڈے ورلڈ" میں شائع کرائی گئی جس کا عنوان تھا:

"احمدیہ تحریک، آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔"

اس رپورٹ میں بڑے فخر سے کہا گیا ہے!

> "اس جماعت کے مشہور ارکان میں سے سر ظفر اللہ خان ہیں جو کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور سابق صدر اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کے ہیں۔ اس کے علاوہ پروفیسر عبدالسلام ہیں جنہوں نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا ہے۔"

(قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" ربوہ۔ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

(ب) قادیانی امت کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر یہ فخر بھی ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے قادیانیت کی تبلیغ ضرور کرتا ہے،

> "انہوں نے دین (قادیانیت) کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا، اور ... ۔ والوں اور بڑے بڑے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا شاہ سویڈن کو نوبل انعام حاصل کرنے کے دنوں میں قرآن کریم (کا قادیانی ترجمہ) اور حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے اقتباسات کا انگریزی ترجمہ پہنچا کر آئے۔ اسی طرح شاہ حسن کو مراکش میں (قادیانی) لٹریچر دے کر آئے۔"

(کتابچہ "ڈاکٹر عبدالسلام"۔ از محمود مجیب اصغر صفحہ ۵۹)

اٹلی میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے ایک سائنسی ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ اس کے ذریعہ بھی قادیانیت کی تبلیغ کا کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ قادیانی ماہنامہ "تحریک جدید" ربوہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے دورہ اٹلی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے:

"حضورؒ (مرزا طاہر) نے فرمایا، اٹلی میں پہلے بھی جماعت کے نمائندے بھجوا کر اٹلی کو جماعت سے متعارف کرانے کی کوشش کی گئی تھی اور اب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ذریعہ سے بھی ایک تقریب کا بندوبست کیا گیا جس میں توقع سے زیادہ معززین تشریف لائے جو کہ پہلے احمدیت سے متعارف نہ تھے۔ اس میں ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی موجود تھے۔"

(تحریک جدید ربوہ صفحہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

(ج) قادیانیوں کی طرف سے اعلان کیا جا رہا ہے کہ پندرھویں صدی ہجری حقیقی اسلام (قادیانیت) کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ اور ان کے منصوبہ کے مطابق قادیانیت کا یہ غلبہ سائنس کے ذریعہ ہو گا۔ قادیانی اخبار "الفضل" کا یہ اقتباس جو پہلے نقل ہو چکا ہے، اسے ایک بار پھر پڑھ لیجئے!

> "عالم اسلام کے قابل فخر سپوت، یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں..................
>
> محترم ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں۔"

(اخبار الفضل ربوہ۔ ۱۳/ نومبر ۱۹۷۹ء)

پس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی طرف سے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نام پر جو رقمیں اسلامی ممالک سے وصول کی جا رہی ہیں ان کا ایک اہم مقصد خود مسلمانوں ہی کے پیسے سے قادیانیت کی تبلیغ اور اسے دنیا میں غالب کرنے کی کوشش ہے...... جتنے نوجوان سائنسی علوم کی تکمیل کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے قائم کردہ، یا اس کے زیر اثر اداروں سے رجوع کریں گے ان کو ہر ممکن قادیانیت کا انجکشن دینے کی کوشش کی جائے گی، اور ان کی ترقیات کا معیار یہ قرار دیا جائے گا کہ وہ قادیانیت کے حق میں کتنے مخلص ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور پاکستان

بہت سے مسلمان قادیانیوں کے بارے میں رواداری اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں چنانچہ یہی مظاہرہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بارے میں بھی کیا گیا۔ بعض حضرات کا استدلال یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ و مذہب کچھ ہی ہو بہرحال وہ پاکستانی ہیں۔ اور ان کو نوبل انعام کا اعزاز ملنا پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے بہر صورت لائق فخر ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک کی ایک معروف سیاسی شخصیت نے روزنامہ "جنگ" کے کالم "مشاہدات و تأثرات" میں اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"پاکستان کے نوبل پرائز انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام بھی انہیں دنوں عمان میں تھے، ہاشمی کی ایک دعوت میں ان سے بھی ملاقات ہوئی جب وہ پاکستان کی اٹامک انرجی میں کام کر رہے تھے تو انہیں ایک دو بار کابینہ میں اپنا کیس پیش کرتے ہوئے سنا تھا۔ انتہائی قابل اور فاضل آدمی ہیں اور خلیق اور متواضع بھی، مسلک ان کا کچھ بھی ہو لیکن پاکستان کے رشتے سے عالمی سطح پر ان کی سائنسی مہارت کا جو اعتراف ہوا ہے اس سے قدرتاً ہم سب کو خوشی ہونی چاہئے علم، علم ہے اس پر نہ کسی عقیدہ اور مذہب کی چھاپ لگائی جا سکتی ہے نہ مشرق و مغرب کی، یہ تو روشنی اور ہوا کی طرح پوری انسانیت کا مشترک ورثہ ہے۔"

(جنگ کراچی ۱۳/ مئی ۱۹۸۱ء)

قادیانی ہفت روزہ "لاہور" میں ایک صاحب کا مراسلہ شائع ہوا ہے جسے "لاہور" نے درج ذیل عنوان کے تحت درج کیا ہے:

"جاہل مولویوں نے سائنس دشمنی میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی خاک میں رولنا شروع کر دیا ہے۔"

مراسلہ نگار نے، جو اپنے آپ کو ایک "سیدھا سادا مسلمان" کہتے ہیں، اس مراسلہ میں کچھ زیادہ ہی "سیدھے پن" کا مظاہرہ کیا ہے، ان کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کا کس مسلک سے تعلق ہے۔ یہ میرا مسئلہ نہیں میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ عبدالسلام نے فزکس میں نوبل پرائز حاصل کرکے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر عزت و مرتبہ بخشا ہے۔ انہیں صدر جنرل ضیاء الحق نے مبارک باد کا پیغام دیا ہے۔ اور ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بار بار خبرناموں میں کہا ہے۔ کہ...... وہ پہلے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے یہ بین الاقوامی اعزاز حاصل کیا ہے۔ لیکن مجھے تکلیف صرف اس بات کی ہوئی ہے کہ سرکاری مساجد کے ائمہ کو جو خود بھی باقاعدہ سرکاری ملازم ہیں۔ کس نے چابی بھر دی ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر کیچڑ اچھال اچھال کر بالواسطہ پاکستان کی توہین کے مرتکب ہوں۔"

"بقر عید پر وزارت مذہبی امور کے زیر اہتمام اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد المعروف "لال مسجد" کے پیش امام نے نماز سے قبل اپنی تقریر میں ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر جو رکیک حملے کئے۔ معلوم نہیں ان کا سنت ابراہیمی سے کیا تعلق تھا۔ یا سننے والوں کو کتنا ثواب حاصل ہوا۔ پیش امام نے (غالباً اس کا نام مولانا عبداللہ ہے) جوش خطابت میں یہ تک کہہ دیا کہ:

"...... عبدالسلام چونکہ مرزائی ہے۔ اس لئے وہ کافر ہے۔ اور اسے یہ نوبل پرائز صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ اس نے پاکستان کے بعض اہم راز سمگل کرکے یہودیوں کے حوالے کر دیئے تھے۔"

یہ تو اب گریجوایٹ اور بی اے ۱۷/ گریڈ کے پیش امام سے اگلوا ری کر سکتے ہیں۔ اسے یہ انفارمیشن کہاں سے ملی کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے راز سمگل کرکے نوبل پرائز حاصل کیا ہے۔ لیکن صدمے کی بات صرف یہ ہے کہ جاہل مولویوں نے اپنی سائنس دشمنی میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی منبر رسول پر کھڑے ہو کر خاک میں رولنا شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ آخر عید کے اس اجتماع میں غیر ملکی مسلمان سفارت کاروں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔

اگر مولویوں کا یہ فتویٰ مان بھی لیا جائے۔ کہ ڈاکٹر عبدالسلام کافر ہے۔ تو پھر مولویوں کو یہ احساس تو ہونا چاہئے۔ کہ وہ کافر بھی اول و آخر پاکستانی ہے اور اس کو ملنے والا اعزاز اصل میں پاکستان کو ملنے والا اعزاز ہے"

(ہفت روزہ لاہور۔ لاہور ۱۱/ نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۳)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی واقعی پاکستانی ہے۔ لیکن اس کی نظر میں خود پاکستان کی کیا عزت و حرمت ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کے دور میں صدر پاکستان کا سائنسی مشیر تھا۔ لیکن جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو یہ صاحب احتجاجاً لندن جا بیٹھے اور جب مسٹر بھٹو نے اس کو ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھجوائی تو پاکستان کے بارے میں نہایت گندے اور توہین آمیز ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس بھیج دیا۔ ہفت روزہ چٹان کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

"مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

ترجمہ۔ میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکریٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلاتاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں وقار احمد بھی قادیانی تھے یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔"

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور شمارہ ۲۲/ جون ۱۹۸۶ء)

کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق مسرت ہو سکتا ہے۔

تنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

باقی آئندہ

قسط نمبر ۳

وحدتِ اسلامی کا تحفظ اور عقیدۂ ختمِ نبوّت

مرزائیوں کے حق میں نہرو کے مضامین پر علامہ اقبالؒ کا دندان شکن جواب

پروفیسر ہر گرونج کہتا ہے: "جب ہم فقہ اسلامی کے نشو و ارتقاء کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک طرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہر عہد میں علماء کرام معمولی محرک کی بنا پر ایک دوسرے کی مذمت میں اس حد تک پہنچتے رہے کہ کفر کا فتویٰ بھی صادر کر دیا' دوسری طرف وہی علمائے کرام زیادہ سے زیادہ وحدت مقصد کے پیش نظر پیشروؤں کے ایسے ہی اختلاف میں موافقت کی کوششیں کرتے رہے"۔

اسلامی دینیات کا طالب علم جانتا ہے کہ اس قسم کا کفر مسلم فقہا کے نزدیک اصطلاحاً "کفر دون کفر (ایک کفر کا دوسرے سے کم ہونا) کہلاتا ہے' یعنی کفر کی وہ قسم' جس کا مرتکب ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ البتہ اعتراف کر لینا چاہیے کہ جب یہ معمولی کفر ملاؤں کے ہاتھ میں پہنچتا ہے تو بڑے فتنے کا باعث بن سکتا ہے' کیونکہ وہ ذہنی تساہل کی بنا پر دینی فکر کے سلسلے میں تمام مخالفتوں کو مطلق سمجھتے ہیں اور اختلاف میں اتحاد کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اس فتنے کے انسداد کی صورت یہی ہے کہ مدارس دینیات کے طلبہ کے سامنے اسلام کی ترکیبی و اخلاقی روح کا تصور زیادہ سے زیادہ واضح طریق پر پیش کریں اور انہیں از سر نو بتائیں کہ دینیات کے علم کلام میں منطقی تضاد اصول حرکت کا وظیفہ ادا کرتا ہے۔ باقی رہا بڑے کفر کا مسئلہ تو یہ صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی مفکر یا مصلح کی تعلیمات اسلام کے حدود پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بد قسمتی سے قادیانیت کی تعلیمات کے سلسلے میں یہ صورت موجود ہے۔

یہاں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ تحریک احمدیت دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے' ایک گروہ قادیانیوں کا ہے اور دوسرا لاہوریوں کا۔ قادیانی گروہ بانی تحریک کو مکمل نبی تسلیم کرتا ہے' لیکن لاہوری گروہ نے اعتقاداً" یا مصلحۃً یہی مناسب سمجھا کہ قادیانیت کو مدھم سروں میں پیش کیا جائے۔ تاہم یہ مسئلہ کہ بانی احمدیت ایسا نبی تھا' جس کی بعثت کا انکار مستلزم کفر ہو' دونوں گروہوں کے درمیان محل نزاع ہے۔ احمدیوں کی اس داخلی کشمکش کے سلسلے میں یہ فیصلہ کرنا کہ کون حق بجانب ہے میرے پیش نظر مقصد کے لیے غیر ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور اس کے وجوہ ابھی پیش کروں گا کہ ایسے نبی کا خیال' جس سے انکار ملت سے خارج ہونے کو مستلزم ہو' احمدیت کی اصل و اساس ہے اور قادیانیوں کا موجودہ امام لاہوری امام کے مقابلے میں روح تحریک سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

اسلام میں ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی و ثقافتی قدر و قیمت کی پوری تشریح میں نے ایک دوسری جگہ کر دی ہے۔ اس کا مفہوم بالکل سادہ ہے۔ یعنی محمد ﷺ کے بعد' جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایک قابل عمل قانون دے کر آزاد کر دیا' جو انسانی ضمیر کی گہرائیوں سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ کسی دوسری انسانی ہستی کے آگے روحانی اعتبار سے سر تسلیم خم نہ کیا جائے۔ دینیات کے نقطہ نگاہ سے اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ جس عمرانی و سیاسی نظام کو اسلام کہا جاتا ہے وہ کامل و مکمل اور ابدی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی ایسا الہام ممکن ہی نہیں' جس سے انکار مستلزم کفر ہو' جو بھی شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرے' وہ اسلام سے غداری کا مرتکب ہو گا۔ چونکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ بانی احمدیت الہام کا حامل تھا لہٰذا وہ پوری دنیائے اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں خود بانی تحریک کا استدلال' جو صرف قرون وسطیٰ کے کلامی کے لیے زیبا سمجھا جا سکتا ہے۔۔ یہ ہے کہ اگر اسلام کے مقدس پیغمبر کی روحانیت دوسرے نبی کی تخلیق نہ کرے تو اس روحانیت کو ناکام سمجھا جائے گا۔ وہ اپنی نبوت کو اسلام کے مقدس پیغمبر کی نبوت پرور روحانی قوت کی شہادت قرار دیتا ہے' لیکن اگر آپ یہ سوال کریں کہ آیا رسول اللہ ﷺ کی روحانیت ایک سے زیادہ پیغمبروں کی تربیت بھی فرما سکتی ہے تو اس کا جواب نفی میں دیا جاتا ہے' اس کا مطلب صاف الفاظ میں یہ ہوا کہ محمد ﷺ معاذ اللہ آخری نبی نہ تھے۔ آخری نبی میں ہوں۔

بانی احمدیت نے تاریخ انسانیت میں عموماً" اور تاریخ ایشیا میں خصوصاً" ختم نبوت کے اسلامی فکر کی ثقافتی و تہذیبی قدر و قیمت نہ سمجھی اور یہ تصور قائم کر لیا کہ ختم نبوت ان معنی میں کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی پیرو درجہ نبوت تک نہیں پہنچ سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں نا تمامی کا نشان ہے۔ میں اس کی نفسیات کا مطالعہ کرتا ہوں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اپنے ادعائے نبوت کی خاطر وہ اسلام کے مقدس پیغمبر کی اس خصوصیت

سے فائدہ اٹھاتا ہے جسے وہ تخلیقی روحانیت قرار دیتا ہے' لیکن ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت سے انکار کرتا ہے' کیونکہ اس روحانیت کی تخلیقی صلاحیت صرف ایک نبی یعنی بانی تحریک احمدیت تک محدود رکھتا ہے۔ اس طرح یہ نیا نبی چپ چاپ اس بزرگ ہستی کی خاتمیت پر متصرف ہوجاتا ہے جسے وہ اپنا روحانی مورث قرار دیتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں اسلام کے مقدس پیغمبر کا بروز ہوں۔ اس طرح وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بروز ہونے کی صورت میں اس کی خاتمیت حقیقتاً خود رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت ہے۔ گویا معاملے کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ دونوں خاتمیتوں کو اس کی اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت ایک قرار دے کر وہ تصور خاتمیت کے زمانی مفہوم سے آنکھیں بند کرلیتا ہے۔

تاہم ظاہر ہے کہ لفظ بروز کامل مماثلت کے معنی میں بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا' کیونکہ بروز بہر حال اصل سے الگ ہوگا۔ صرف اوتار کی حیثیت میں اصل سے متحد ہوتا ہے' لہٰذا اگر بروز کے معنی' "روحانی صفات میں مماثل" قرار دیں تو استدلال بے اثر ہوگا' لیکن اگر اس کے برعکس ہم بروز کے معنی آریائی تصور کے مطابق اوتار لے لیں تو استدلال بظاہر قابل قبول بن جائے گا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ اس طریق ظہور کا مجوز ایک مجوسی ہے جس نے بھیس بدل لیا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے اور اس سلسلے میں ہسپانیہ کے عظیم القدر مسلمان صوفی محی الدین ابن عربی کی سند پیش کی جاتی ہے کہ ایک مسلمان ولی کے لیے بھی روحانی ارتقاء کے دوران میں ایسے تجربات ممکن ہیں جنہیں صرف شعور نبوت سے مختص مانا جاتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ شیخ محی الدین ابن عربی کا یہ نظریہ نفسیات کے نقطہ نگاہ سے نامحکم ہے' لیکن اگر اسے درست بھی مان لیا جائے تو قادیانیوں کا استدلال' شیخ محی الدین ابن عربی کے صحیح موقف سے متعلق کاملاً غلط فہمی پر مبنی ہے۔ شیخ اسے ایک خالصتاً "ذاتی تجربہ قرار دیتے ہیں' جس کی بنا پر کوئی ولی ان لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دے سکتا' جو اس پر اعتقاد نہ رکھیں اور ایسا اصلا" ہوہی نہیں سکتا دراصل شیخ کے نقطہ نگاہ کے مطابق ایک عہد یا ایک ملک میں ایک سے زیادہ ولی ہوسکتے ہیں' لیکن قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے' ایک ولی کے لیے نفسیاتی اعتبار سے عرفان نبوت حاصل کرلینا ممکن ہے تو اس عرفان کی عمرانی و سیاسی اہمیت کوئی نہیں' کیونکہ وہ کسی نئی تنظیم کا مرکز نہیں بن سکتا اور اس اعلان کا حقدار نہیں ہوسکتا کہ وہی تنظیم رسول اللہ ﷺ کے پیرووں کے لیے ایمان و کفر کا معیار ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی کی صوفیانہ نفسیات سے قطع نظر کرتے ہوئے میں "فتوحات مکیہ" سے متعلقہ عبارتوں کا مطالعہ غور و احتیاط سے کرچکا ہوں اور مجھے یقین ہوچکا ہے کہ یہ عظیم القدر ہسپانوی صوفی رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کا ویسا ہی پختہ معتقد ہے' جیسا کوئی راسخ العقیدہ مسلمان ہوسکتا ہے' اگر اسے صوفیانہ کشف میں معلوم ہوجاتا کہ آگے چل کر مشرق میں تصوف کے بعض ہندوستانی اتائی اس کی صوفیانہ نفسیات کے پردے میں رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت پر زور لگانے کے لیے تیار ہوجائیں گے تو وہ علمائے ہند سے بھی پہلے دنیا کے مسلمانوں کو غداران اسلام کے خلاف متنبہ کردیتا۔

اب میں احمدیت کی حقیقت پر آتا ہوں۔ تقابلی مذہب کے نقطہ نگاہ سے اس کے ماخذ پر بحث حد درجہ دلچسپ ہوگی۔ اس سلسلے میں یہ امر بھی زیر غور آئے گا کہ اسلام سے پیشتر کے مجوسی تصورات کس طرح اسلامی تصوف کے ذریعے سے اس کے بانی پر اثر انداز ہوئے' لیکن میرے لیے یہاں یہ بحث شروع کرنا غیر ممکن ہے۔ صرف یہ کہنا کافی ہے کہ احمدیت کی اصل حقیقت قرون وسطیٰ کے تصوف اور دینیات کے کہر میں چھپی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے ہند نے اسے خالص دینی تحریک سمجھا اور اس کے انسداد کے لیے دینی حربے لیکر نکل پڑے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک سے نپٹنے کا یہ طریقہ مناسب نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں علماء صرف جزوا" کامیاب ہوئے۔ بانی احمدیت کے الہامات کا نفسیاتی تجزیہ احتیاط سے کیا جائے تو یہ غالبا" اصل شخصیت کی داخلی زندگی کا ایک ایک پہلو بروئے کار لانے کے لیے ایک موثر طریقہ ہوگا۔ مولوی منظور الٰہی نے بانی کے الہامات کا جو مجموعہ شائع کیا' میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اس مجموعے میں نفسیاتی چھان بین کے لیے سیر حاصل اور متنوع ذخیرہ موجود ہے میری رائے میں یہ کتاب احمدیت کے بانی کے کردار اور حقیقت کے لیے ایک کلید مہیا کرتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ کبھی جدید نفسیات کا کوئی نوجوان طالب علم اس کا سنجیدہ مطالعہ اپنا فرض منصبی قرار دے لے گا' اگر وہ قرآن مجید کو معیار بنالے گا اور یہی اسے کرنا چاہیے' البتہ وجوہ یہاں پیش نہیں کیے جاسکتے اور اگر وہ اپنے مطالعے کو بانی احمدیت اور معاصر غیر مسلم متصوفین مثلا" رام کرشن بنگالی کے تجربات کی تقابلی تحقیق تک توسیع دے تو اس تجربے کی اصولی حیثیت کے متعلق ایک سے زیادہ مرتبہ سر مشق حیرت بنا پڑے گا جس کی بنا پر بانی احمدیت کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔

عوام کے نقطہ نگاہ سے ایک اور طریقہ بھی ہے جو یکساں موثر اور زیادہ بار آور ہے۔ یعنی ہندوستان میں مسلمانوں کے دینی فکر کی تاریخ کم از کم سنہ

۱۷۹۹ء سے پیش نظر رکھ لی جائے اور اس کی روشنی میں احمدیت کی حقیقت سمجھی جائے۔ سنہ ۱۷۹۹ء دنیائے اسلام کی تاریخ میں حد درجہ اہم سال ہے۔ اس سال ٹیپو سلطان نے شہادت پائی اور اس کی شہادت کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں سیاسی وقار کے لیے مسلمانوں کی امیدوں کے تمام چراغ گل ہو گئے۔ اسی سال نوارینو کی جنگ ہوئی جس میں ترکی بیڑا تباہ کر دیا گیا' جس شخص نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت کہی وہ بڑا بالغ نظر تھا۔ یہ تاریخ ٹیپو سلطان کے مقبرے کی دیوار پر کندہ ہے!

ذھب عز الروم والھند کاملا

(روم اور ہندوستان کی عزت و شان کاملاً" جاتی رہی)

یوں ۱۷۹۹ء میں ایشیا کے اندر مسلمانوں کا سیاسی زوال آخری حد پر پہنچ گیا' لیکن جس طرح جنگ جینا کے دن جرمنی کی ذلت خیز شکست سے جدید جرمن قوم اٹھی' اسی طرح یہ کہنا بھی بالکل بجا سمجھا جاسکتا ہے کہ ۱۸۰۰ء میں مسلمانوں کے سیاسی انحطاط سے دور حاضر کا اسلام پیدا ہوا اور اپنے ساتھ نئے مسائل لایا' اس نکتے کی توضیح میں آگے چل کر کروں گا۔ فی الحال میں خوانندگان کرام کی توجہ ان بعض مسائل کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں' جو ٹیپو سلطان کی شہادت اور ایشیا میں یورپی سامراج کے فروغ کے بعد اسلامی ہند میں بروئے کار آئے۔

کیا اسلام میں خلافت کا تصور ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے؟ ہندوستان اور ان ملکوں کے مسلمان جو سلطنت ترکیہ کے دائرے سے باہر ہیں۔ ان کا رشتہ خلافت ترکی سے کیا ہے؟ کیا ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام؟ اسلام میں اصول جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ قرآن مجید کا ارشاد ہے "۔ خدا کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے اصحاب امر و حکم ہوں' یعنی تمہارے فرمانروا" "تم میں سے" کا مطلب کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی جن احادیث میں امام مہدی کے ظہور کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے' ان کی حیثیت کیا سمجھی جائے؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے سوالات جو بعد میں پیدا ہوئے' بدیہی وجوہ کی بنا پر صرف مسلمانان ہند سے تعلق رکھتے تھے' لیکن جو یورپی سامراج اسلامی دنیا میں تیزی سے تسلط حاصل کرتا جارہا تھا' اسے بھی ان سوالات سے گہری دلچسپی تھی' ان پر جو بحثیں ہوئیں وہ ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا ایک نہایت دلچسپ باب ہیں۔ یہ داستان بہت طویل ہے اور تاحال کسی زبردست صاحب قلم کے انتظار میں ہے'

باقی آئندہ

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

سُنارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر : ۷۴۵۰۸۰

تعارف

مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ الاسلامیہ

واقع عمر مینگل گوٹھ منگھوپیر کراچی

یوں تو کراچی کے دیہی علاقے اپنی پسماندگی اور تعلیمی انحطاط میں پاکستان بھر میں ممتاز ہیں لیکن عمر گوٹھ کچھ زیادہ ہی کسمپرسی کا شکار ہے۔ عمر گوٹھ کے ایک طرف تو ... کا علاقہ ہے اور دوسری طرف ... جانب ناردرن کراچی ... ہے۔ ... اس کے سامنے کی پوری آبادی تمام سہولتوں اور آسائشوں سے فیض یاب ہے۔

...

اپیل

تمام مخیر مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس علاقہ کی انتہائی پسماندگی اور دینی علم کی تشنگی کے پیش نظر اس مدرسہ کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائیں ...

اکاؤنٹ نمبر GD-1414 ...

CONTC, PHONE No:- 081-631183 M.D. RAFIQ MIR

اخبارِ ختمِ نبوّت

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پرپابندی عائد کی جائے

ساہیوال (پ ـ ر) ساہیوال تھانہ ہڑپہ کے نواحی گاؤں ایل ۹/۱۱ کے معروف زمیندار بلو جٹ کی سربراہی میں گاؤں کے معززین کے ایک وفد نے معروف قانون دان' ممبر بار کونسل عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ ایل ۹/۱۱ میں قادیانیوں نے ۸ مارچ بروز جمعہ کو ٹرانسفارمر اڑا کر پورے گاؤں کی بجلی معطل کروی جس کی وجہ سے اذان و خطبہ جمعۃ المبارک لاؤڈ اسپیکر پر نہ ہو سکا۔ ایس ایچ او ہڑپہ کی مداخلت پر بجلی بحال ہوئی دریں اثناء ستائیس رمضان المبارک کی رات کو گاؤں کی جامع مسجد پر حملہ کیا تھا جس میں قادیانیوں نے علمائے کرام اور تمام مسلمانوں کو گالیاں دیں اور مسجد کے آداب کو پامال کیا اور نبی اکرم کی شان اقدس میں بھی گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ انہوں نے کہا کہ عنقریب ہم ساہیوال کی انتظامیہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کریں گے اگر پھر بھی انتظامیہ نے حالات کو کنٹرول نہ کیا تو گاؤں میں کسی وقت بھی بہت بڑا ہنگامہ ہو سکتا ہے جس کے مسلمان ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے رہنما مولانا محمد عبدالخالق رحمانی' مولانا محمد امین' قاری عبدالجبار' محمد شکور رانا نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ اگر دیپال پور کے نواحی قصبہ بصیر پور کے ممتاز عالم دین محمد جمیل نوری پر تشدد کرنے کے مرتکب قادیانی کو گرفتار کر لیا جاتا تو آج گاؤں میں قادیانیوں کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ مسجد پر حملہ کرتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے پر ہم حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ملزمان کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور سخت سے سخت سزا دی جائے۔

حاجی نذیر احمد انصاری انتقال فرماگئے۔

قصور (نمائندہ خصوصی) کی مسجد چراغ شاہ قصور کے بانی حاجی نذیر احمد انصاری مورخہ ۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۳ر فروری بروز منگل انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کئی خوبیوں کے مالک تھے۔ علماء اہلسنت والجماعت (دیوبند) اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' مولانا سید محمد یوسف بنوری سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ مجلس کے ساتھ بڑھ چڑھ کر مالی تعاون فرماتے تھے۔ لنی چراغ شاہ میں مکی مسجد کے نام سے ایک خوبصورت مسجد بنائی جس کے اکثر و بیشتر مصارف اپنی جیب سے ادا فرماتے تھے۔

مکی مسجد میں مولانا محمد سلیمان طارق اور مولانا عبیدالرحمان ضیاء جیسے مشہور و معروف علماء کو خطیب رکھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کندیاں شریف سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت اقدس جب بھی قصور تشریف لاتے تو آپ کے ہاں قیام فرماتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی' مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور قصور جماعت کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے موصوف کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا فرمائی کہ خداوند قدوس مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے گناہوں سے درگزر فرمائیں۔

بقیہ: دارالعلوم

میں نے اپنی آنکھ دارالعلوم دیوبند ہی کے پر نور صحن میں کھولی اور ترپن سال اس مادر علمی کی آغوش میں گزارے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے انوار و فیوض کا ہر شعبہ ایک ضخیم تصنیف چاہتا ہے آج جب کوئی شخص مجھ سے یہ پوچھتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کس چیز کا نام ہے؟ اور اس کے امتیازی خصائص کیا ہیں؟ تو میں اس شعر کے سوا ان سوالات کا کوئی جواب نہیں دے پاتا کہ

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

اس وقت کس کا یہ دماغ ہے کہ باغبان سے پوچھ لے کہ بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبا نے کیا کیا۔

ADARTS - HRA - 1/94

India's in 1973. At that time he was Atomic Energy Adviser to President of Pakistan. This was part of his official duty. It is claimed for him that he possesses expertise in Nuclear Atomic Physics. If this is so then his dire incompetence (or Pakistan enmity) pushed Pakistan many years behind India. If Dr. Abdus Salam Qadiani could have come up with his technical proficiency at a time when Indian scientists had demonstrated their's, then Pakistan would not have gone begging for technology to the West. In that situation, no one from international political scene would have raised finger at Pakistan's competence in atomic field. Had Pakistan also exploded the device at the time when India did, then Pakistan would have been internationally exonerated from any blame. The matter would have stood closed and settled.

But that did not happen. As a result, Dr. Abdus Salam's incompetence, incapability and his Pakistan enmity ushered on us this day when the whole world is shouting against Pakistan's peaceful atomic research programme; so much so that Americans, who are gullibly rated as well-wishers of Pakistan and friends, are asking Pakistan to desist from its researches. On the other hand is India who has fired up the entire world against Pakistan's peaceful nuclear energy programme. How wonderful! Dr. Abdus Salam Qadiani has friendly terms with Indian Prime Minister, Rajiv Gandhi! What is the perimeter of Dr. Abdus Salam Qadiani's scientific know-how against this backdrop? How far is he loyal to Pakistan?

(7) Some conscientious persons with a sense of honour refused this Nobel Prize as a kind of bribe. But how could Dr. Abdus Salam Qadiani refuse it? He was after it since long.

STORY BEHIND THE AWARD

Why was Dr. Abdus Salam Qadiani awarded? The answer is provided in an interview with Dr. Abdul Qadeer, our renowned nuclear scientist.

Q: "What do you have to say for the Nobel Award which Dr. Abdus Salam Qadiani has received"?

A: "That too has been awarded on the basis of motives. Dr. Abdus Salam had been trying to get a Nobel Prize since 1957. At last, on the hundredth birth anniversary of Einstein the desired Prize was given to him. The fact is that Qadianis have a proper mission operating in Israel since long. Jews wanted to please some *like-minded* person on the occasion of Einstein anniversary and so Dr. Abdus Salam was favoured".

Weekly *Chattan*, Lahore, February 6, 1986.

Dr. Abdul Qadeer's above-quoted interview is a wise discernment. It is a sagacious hint in hushed tones that the Nobel Award is hinged with Qadiani-Jewish motives, secretly piled one over another.

A GLIMPSE INTO QADIANI-JEWISH OBJECTIVES

In Dr. Abdul Qadeer's interview, there is one meaningful epithet. The epithet is "Like-minded". Most appropriate, because the Qadianis are great allies of the Jewish/Zionist movement. They cooperate with each other in spitting out venomous propaganda against Muslims on an international base. Zionism is a sworn enemy of Islam since its inception. History testifies that they damaged the Islamic polity by motivating separatist movements. This time they have a protagonist in Qadianism and a ready mule to ride on. The award to Dr. Abdus Salam Qadiani is in pursuance of a common cause of the antagonists of Islam.

Now we shall examine those objectives which Qadianis, in their turn, have tried to extract from the bestowal of this interest-nurtured Award.

OBJECTIVE NO. 1
TO PROVE THAT GHULAM AHMAD QADIANI WAS A PROPHET

'People of my Sect'

This award to Dr. Abdus Salam Qadiani has been so vociferously celebrated that his personality is made to appear trans-human. Taking advantage of the blaze, Dr. Abdus Salam Qadiani saw into it the opportunity to bamboozle the world to believe in the "prophetic" prediction of his spiritual sire, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani. In evidence, a quotation is reproduced below from Qadiani Daily, *'Al-Fazl'* in its issue dated November 13, 1979:

"A Day Before The Award"

"London. The address, delivered by Professor Dr. Abdus Salam, to Sunday School students in Mahmud Hall of Mosque of London organised by Jamaat-e-Ahmadiya of Britain, carried one distinctive feature, that is the respected Doctor sahib quoted this holy prophetic saying of hazrat 'promised Masih', peace be upon him. 'People of my Sect' will attain so much perfection in knowledge and wisdom that by their standards, arguments and splendour of truth they would shut the mouths of all."

CONTINUED

(Translation)

Our holy Prophet's Companion, Hazrat Jabir, رضی اللہ عنہ says: Allah's Prophet صلی اللہ علیہ وسلم has accursed the person who takes interest, gives interest, writes interest bonds, witnesses interest transactions, and he said they are all equal (in sin).

The holy Quran has declared interest as a challenge of war against Allah and His Prophet صلی اللہ علیہ وسلم

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

(3) The Nobel Award is not any extraordinary event of human history. It is not of a super natural kind. Many countries, in public and private sectors, distribute different kinds of Prizes regularly. Nobel Prize is also of that category which some people get every year; Hindus of India and of Bengal got it; Jews and Christians of Israel, Europe and America got it; Christian preacher Teresa was honoured with it (if the word, honour, is appropriate here). The Nobel award has been on-going for almost a century. Hundreds have been its recipients but has anyone heard that Jews, Christians, Hindus ever stormed the world in jubilation by saying that "because our co-religionist has happened to get it, therefore our religion is most authentic" or that "the fact of our co-religionist's receiving Nobel Prize proves truthfulness of our faith and its excellence over all others"!

(4) And what more! The Prize awarded to Dr. Abdus Salam Qadiani was shared by three scientists. He was a share-holder with two more in the field of Physics in 1979. Does not a greater credit go to that Hindu who received it alone, unshared, in 1930, and in the same field of Physics? If the 'shared' Prize of a Qadiani is a proof of his religion's truthfulness, then the Hindu religion of a Hindu who got 'unshared' Nobel Prize should deserve a greater cognizance and be deemed a greater proof of its truthfulness. Therefore, the incidence of Award to Dr. Abdus Salam Qadiani is by no means a super-natural event but Qadiani hysteromaniacs, in the tradition of their sire, Ghulam Ahmed Qadiani, who himself suffered from this disease, trumpeted the award to be so.

(5) It may be remembered that when recipients of Nobel Prize are selected, there are under-currents of political and religious considerations. Those who are selected to receive these awards are also ushered in by these expediencies. If one takes a cursory look at the list of hundreds of names of individuals who received the Nobel Prize during one hundred years one would find that the recipients are mostly Jews, Christians, idol-worshippers, apostates and so on. (Please see Annex.) For the Swedish Judges, Muslims are rarely born to have produced great works in fields of Medicine, Literature, Physics etc. Selection made by these judges of Sweden is peculiar in the sense that for them a Hindu, Rabindra Nath Tagore deserves Prize for his poetry in the Bengali language; a Japanese author on his performance in the Japanese language; and in Spanish/Portuguese, South American scholars for their master-pieces but no writer, poet or literati from the Pakistan-India sub-continent could catch their eyes. Why? Because they are Muslims. Take for instance, Allama Dr. Sir Muhammad Iqbal. The whole world resounds with his artistry in literary performance. Renowned professors of England have considered it an honour for themselves to translate his master works into the English language and 'pundits' of Europe wag heads in approbation. But he did not deserve the Nobel Prize because he sang for Muslim renaissance! Likewise, no Arabic or Persian masterpiece during 100 years was worth the Nobel consideration. Only European languages bagged the Nobel Prize predominantly during the century. (Thanks heaven Arabic after all caught the attention of the Swedish judges, maybe due to the publication of this article a few years ago).

The Late Hakim Ajmal Khan was a wizard in the field of medicine. Dr. Salim-uz-Zaman's scientific researches are well-known. But the Nobel recognition evades them. These are but a few ready instances otherwise who can list in names of many incomparable personages of the Islamic world of this century. For the Swedish judges, these persons did not possess the desired excellence and merit but somehow Dr. Abdus Salam Qadiani did. Good or bad, he is Qadiani and that stands for his excellence and merit. Actually his only virtue is his enmity towards Islam and friendship with Jews. The Swedish 'Daniels' coming to judgement cherished this trait of Dr. Abdus Salam as *par excellence* and worthy of the Nobel Prize.

(6) If Dr. Abdus Salam Qadiani was really so capable a scientist why did he not produce atomic fission in Pakistan next day in reply to

along with a certificate and a cash Prize of about £80,000.

"Procedure for selection is that names of prospective candidates are submitted to a panel who represent certain agencies. They decide on the rightful persons. Names in respect of Physics and Chemistry are put up before Royal Academy of Sciences, Stockholm; in respect of Physiology and Medicine to Caroline Medical Institute, Stockholm; in respect of Literature, to Swedish Academy of France/Spain; and for World Peace, to a Committee of five members elected by the Norwegian Parliament."

SOME NOTEWORTHY INFORMATION

Some pertinent information related to the Nobel Prize is given below:

Alfred Bernhard Nobel

He was the inventor of dynamite. As a scientist, he carried out researches on gunpowder, torpedoes and ammunitions. At last, he purchased the world famous arms and ammunition manufacturing company, 'Bofors'.

Brother Blown Up

Nobel's brother and four other persons died during his tests, sacrificed on the altar of dynamite. This human loss frustrated Nobel and he endowed a large portion of his property for public charity as 'Nobel Prize', by way of a possible expiation of his sins.

Fiscal Details

The capital of the 'Nobel Trust' was $83,11,000 (according to exchange rate at that time). It was willed that the capital shall remain intact and deposited in banks and the amount of interest accruing on it will be equally divided and distributed in the form of cash awards to worthy personages in the above-mentioned five fields. If only one person in one field is found deserving then the whole amount ear-marked for it will be paid to him. In case of more than one winning person (not to exceed three in any case) the amount will be proportionately divided. Another condition is that in the event of a recipient refusing the award, his portion will be added to the capital. When calculated on this basis, the amount of interest which accrued for a single field in 1948 was $32,000 which increased to $2,10,000 in 1980.

SOME RECENT RECEPIENTS OF NOBEL PRIZE

Indian Hindu, Raman

About 100 individuals have already received this 'Award of interest' in the field of Physics alone. C.V. Raman, an Indian Hindu, was the lone recipient of this Nobel Award in Physics in 1930. Another Indian naturalized in America won it in 1983.

Bengali Poet Tagore

In the field of Literature, an Indian Bengali Hindu, Rabindra Nath Tagore got this Nobel Prize. Some persons from Japan and South America have also received the Nobel Prize in Literature in the Japanese and other Latin American languages.

Kissinger of USA & Mr. Tho of Vietnam

In the field of 'Peace', Henry Kissinger of America and Mr. Tho of Vietnam were adjudged as winners for 1973 but the latter refused for reason of his inviolable sense of honour. These two persons were selected for conducting negotiations for cease-fire in Vietnam.

Indian Teresa, Egyptian Sadaat & Israeli Begin

An Indian national, named Teresa, a celibate woman, was honoured with the award of Nobel Peace Prize in 1979. Egypt's former President, Anwer Sadaat and his contemporary Israeli Prime Minister Mr. Begin were also awarded the Nobel Peace Prize in 1978. The latter was honoured because of his services in getting Israel formally recognised by Egypt.

CONCLUSIONS

Pieces of information, related above, lead to the following conclusions:

(1) The Award is meant to preserve the memory of Mr. Nobel who taught the first "dynamic" lesson of destruction to man and is rightly considered the 'Adam' of ordnance factories the world over.

(2) Cash awarded in the Prizes is pure *'Interest Accrual.'* Our holy Prophet, Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم .... has accursed both the beneficiaries, he who gives and he who takes interest.

عن جابر قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء.

PART I

DR. ABDUS SALAM AND THE NOBEL PRIZE

Motives, Possibilities, Designs

by
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. SALIM

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

The Nobel Prize was proposed for Dr. Abdus Salam Qadiani on October 15, 1979, and it was awarded to him on December 10, 1979.

QADIANI-JEWISH LOBBY

What is this Nobel Prize? What Qadiani motives are behind this award? This analysis should have been carried out earlier; however, the Qadiani-Jewish lobby unleashed an immediate and enormous propaganda campaign to forestall a forthright consideration of the issue and cover up their motives. Thus few people could get an opportunity to examine the ramifications of this award to Dr. Abdus Salam.

First of all the Qadianis made an effort to show that the bestowal of this award was something in the nature of a super-natural happening, a miracle which Dr. Abdus Salam Qadiani had accomplished. Secondly an effort was made to prove through this award that the spiritual sire of Dr. Abdus Salam Qadiani, i.e., Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, was an oracle who predicted such super-natural deeds. These calculations were bound to produce favourable impressions on Muslims, chiefly upon those who neither know the facts about the Nobel Prize nor care what Dr. Abdus Salam Qadiani is up to.

To counter this Qadiani propaganda it is now necessary to lay bare some facts and to bring out the truth. Let us also examine the motives which Abdus Salam Qadiani and the Qadiani-Jewish lobby wish to achieve through this award and their nefarious hidden designs against Islamic nations of the world.

WHAT IS NOBEL PRIZE ?

In order to understand this, attention of readers is drawn to a booklet, entitled, *First Ahmadi Muslim Scientist Abdus Salam* written by Mahmud Mujib Asghar Qadiani. This book has been written specifically for children and draws its subject matter from Encyclopedia Britannica. It reads: (Pages 49-51).

"Children! Nobel Prize is awarded in memory of a Swedish scientist Mr. Alfred Bernhard Nobel. He was born on October 21, 1833, at Stockholm, capital of Sweden. Nobel was a great chemical engineer. After his death, a Foundation was set up, named Nobel Foundation. This was according to his will. The Foundation awards five Prizes every year and the first series of awards commenced in December 1901, on Nobel's fifth death anniversary.

"The Prize is awarded to those pre-eminent personages who excel in the fields of Physics, Chemistry, Physiology, Medicine, Literature and Peace. The Prize consists of a gold medal

سلسلہ نمبر۲۱

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کے لئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے۔ جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کے لئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال ۱....... ایران میں پیدا ہونے والے مشہور جھوٹے مدعی نبوت کا نام بتایئے؟

سوال ۲....... خوشاب کے ایٹمی بجلی گھر کے نزدیک قادیانی اپنی ایک کالونی بنا رہے ہیں اس کالونی کا نام بتایئے؟

سوال ۳....... حال ہی میں کوفی رسم الخط میں قرآنی آیات پر مشتمل لان کے کپڑے منظر عام پر لائے گئے ہیں۔ خواتین کے اس لباس کے ڈیزائنر کا نام بتایئے؟

ٹوکن شمارہ ۴۵

نام ____________________

ولدیت ____________________

مکمل پتہ ____________________

____

ذاتی مصروفیات ____________________

____

خط و کتابت کیلئے:

انچارج انعامی مقابلہ ہفت روزہ ختم نبوت "انٹرنیشنل" پرانی نمائش

ایم اے جناح روڈ کراچی کوڈ نمبر ۷۴۴۰۰

اہم ہدایات:

۱..... ساتھ منسلک ٹوکن کاٹ کر صحیح اندراج کر کے خط میں ارسال کیا جائے ورنہ حل مکمل تصور نہیں کیا جائے گا۔

۲..... تمام سوالات کے جواب صاف ستھرے کاغذ پر تحریر کریں۔

۳..... ہر شمارہ کا حل اس سے ایک شمارہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔

۴..... جوابی ٹوکن انچارج انعامی مقابلہ "ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" کے نام سے ارسال کریں

REGD NO SS-160

مرشد العلماء حضرۃ مولانا خان محمدؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر: بکرا بکری ایک سال گائے بیل بھینس بھینسا دو سال، اونٹ اونٹنی پانچ سال، البتہ دنبہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی چھ ماہ کا جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو، اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

- قربانی کا جانور بے عیب ہو۔
- خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔
- کان، قدرتاً بالکل چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے
- پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔
- سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے، قربانی جائز نہیں۔
- جانور اندھا، کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔
- جانور کے بندا ہی دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں
- جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں
- لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو، یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو، قربانی جائز نہیں
- گائے بھینس، اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں اگر کوئی اکیلا کرے تو بھی جائز ہے۔
- سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے رو بقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔
- یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اشاعت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز، ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
- صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں، وہاں دو سکول اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بیسیوں مقدمات قائم ہیں، جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۴۰،۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور درد مندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں زکوٰۃ صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر ایک بیت المال کو مضبوط کریں

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش	حضوری باغ روڈ ملتان شہر
کراچی ـــــ فون نمبر: 7780337	فون نمبر: 514122

مسائل قربانی

- اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

- قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں، اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔
- حصہ دار سب مسلمان ہوں اگر قربانی کا کوئی حصہ دار مرزائی حصہ دار ہوگا تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔
- مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا، یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا، تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔
- قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کی رسی، زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہئے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے اکیلے یا با جماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ حسب ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

- یکم ذی الحجہ سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے تاکہ حج کرنے والوں کیساتھ مشابہت ہو جائے۔
- نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو عید گاہ تک بالا تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔
- ایک راستے سے جائیں دوسرے سے آئیں۔

کراچی کے احباب الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۷/۹۳ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔